REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS
FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. No. P. 67.

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد ــــ ۲۲
ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر

ہفت روزہ بدر قادیان

شمارہ ــــ ۳
شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۶ ر صلح۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ البتہ گذشتہ دنوں لنڈن سے جلسہ سالانہ ربوہ میں شریک ہونے والے بعض دوست قادیان آئے ان کی زبانی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا احباب جماعت کے نام محبت بھرا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کا پیغام موصول ہوا۔ اور انہوں نے بتایا کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمدُ للہ۔

قادیان ۱۰ ر صلح۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ کل صبح دس بجے پارک خواتین متصلہ بہشتی مقبرہ قادیان میں محترم صاحبزادہ صاحب نے نماز عید الاضحیہ پڑھائی اور ایک لطیف خطبہ عید دیا اور قربانی کے قریباً ۱۵ جانور ذبح کئے گئے۔ (مفصل رپورٹ دوسری جگہ ملاحظہ ہو)

★ ــــ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

۱۲ ر ذوالحجہ ۱۳۹۲ ہجری | ۱۸ ر صلح ۱۳۵۲ ہش | ۱۸ ر جنوری ۱۹۷۳ء

احمدیہ مسلم مشن کی طرف سے

انگلستان کے طول و عرض میں کامیاب یومِ تبلیغ

بتاریخ ۳ ر دسمبر سنہ ۱۹۷۲ء

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی عطاء المجیب صاحب راشد ایم۔ اے نائب امام مسجد فضل لنڈن

اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے اور جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ امتیازی شان حاصل ہے کہ تبلیغِ اسلام ہر احمدی کے دل کی غذا ہے۔ ہر احمدی خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں رہتا ہو، اپنے دل میں یہ جذبہ موجزن پاتا ہے کہ اسلام کے پیغام کو لوگوں تک پہنچائے۔ اس جذبہ کو مزید ترقی دینے اور احباب جماعت کو اجتماعی رنگ میں تبلیغ کا موقعہ اور تجربہ فراہم کرنے کی غرض سے انگلستان میں مختلف اوقات میں ایامِ تبلیغ منعقد کرنے کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ طریق بہت کامیاب ثابت ہو رہا ہے۔ ۱۹۷۲ء میں امسال کا پہلا یوم تبلیغ ۱۸ ر جون کو منایا گیا۔ اور ابھی حال ہی میں مورخہ ۳ ر دسمبر ۱۹۷۲ء کو اس سال کا دوسرا یوم تبلیغ منایا گیا۔

اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ اس کے فضل و کرم سے ہمارا یہ دوسرا یوم تبلیغ بہت کامیاب ثابت ہوا۔ احبابِ جماعت کو اس پروگرام کی اطلاع "اخبار احمدیہ" کے ذریعہ کر دی گئی۔ نیز جماعتوں کے صدر صاحبان کو بھی ہدایت جاری کر دی گئی۔ علاوہ ازیں خطباتِ جمعہ اور مختلف مواقع پر بھی اس بارہ میں یاد دہانی کروائی جاتی رہی۔ چنانچہ یوم تبلیغ کے موقعہ پر برطانیہ کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی احمدی جماعتوں کے احباب نے تبلیغِ اسلام کے جہاد کو بطریق احسن سرانجام دیا۔ لٹریچر کی تقسیم کے علاوہ زبانی بھی غیر مسلم حضرات کو اسلام سے متعارف کروایا گیا۔ احبابِ جماعت کی اس مستحسن مساعی کا کسی قدر تفصیلی ذکر درج ذیل ہے۔

لنڈن میں

لنڈن میں احبابِ جماعت صبح ساڑھے نو بجے محمود ہال میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ آنے والے دوستوں کو مختلف وفود کی صورت میں ترتیب دیا گیا۔ ہر وفد کا ایک قائد مقرر کیا گیا۔ اور ان کے لئے لنڈن کا ایک علاقہ بھی مقرر کر دیا گیا۔ ہر وفد کو لکڑی کے بنے ہوئے چند کتبات بھی دیئے گئے جن پر اسلام کے بارہ میں مختلف فقرات مثلاً ISLAM IS A LIVING RELIGION. ISLAM MEANS — PEACE. PROMISED MESSIAH — HAS COME. وغیرہ نمایاں طور پر لکھے ہوئے تھے۔ ان کتبات کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ دیکھنے والوں کی توجہ فوراً ان لوگوں کی طرف ہو جاتی ہے۔ اور جو لٹریچر ان کو دیا جائے اس کا بھی فوری تعارف ہو جاتا ہے۔ یوم تبلیغ پر تقسیم کی غرض سے "WHAT IS ISLAM?" کے عنوان سے ایک دو ورقہ خصوصی طور پر کثیر تعداد میں شائع کیا گیا تھا۔

گروپ بندی نیز کتبات اور لٹریچر کی تقسیم کے بعد مکرم و محترم جناب بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد فضل لنڈن نے احبابِ جماعت سے خطاب فرمایا۔ ضروری ہدایات دیں اور بعد ازاں اجتماعی دعا کے ساتھ سب کو مشن ہاؤس سے رخصت کیا۔ احبابِ جماعت مختلف وفود کی صورت میں روانہ ہوئے۔ اس مبارک کام میں حصہ لینے والوں میں انصار، خدام اور اطفال سبھی ایک خاص جوش اور جذبہ سے شامل تھے۔ وفود لنڈن کے مختلف علاقوں میں پھیل گئے اور شام تک لنڈن کے غیر مسلم احباب میں اسلام کا لٹریچر تقسیم کرتے رہے۔ اس دوران مختلف لوگوں سے بات چیت بھی ہوئی اور ان کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ مکرم عبد العزیز دین صاحب، مکرم خواجہ بشیر احمد صاحب، مکرم داؤد احمد صاحب گلزار، مکرم سید محمد الیاس صاحب ناصر، مکرم سید [illegible] احمد صاحب سفیر، مکرم کیپٹن محمد حسین صاحب چیمہ، مکرم مرزا احمد حنان صاحب، مکرم چوہدری رشید احمد صاحب مکرم منصور احمد صاحب ندیم اور مکرم غلام احمد صاحب چغتائی نے مختلف وفود کی قیادت کی اور اپنے ساتھیوں کے تعاون سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نمایاں کام کیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

یوم تبلیغ کے موقعہ پر خاکسار کو لنڈن کے مشہور ہائیڈ پارک میں تقریر کرنے کا بھی موقع ملا۔ خاکسار چند اور احمدی دوستوں کے ہمراہ اس پارک میں پہنچا اور سپیکرز کارنر (گوشۂ مقررین) میں اسلام کے موضوع پر تقریر کرنی شروع کی۔ لکڑی کے ایک بکس کو سٹیج کے طور پر استعمال کیا۔ اس پر کھڑے ہونے کی وجہ سے لوگوں نے توجہ کرنی شروع کی۔ چنانچہ آہستہ آہستہ لوگ ہماری طرف آنے لگے اور تقریر دلچسپی سے سُنی جانے لگی۔ ایک گھنٹہ کی تقریر میں خاکسار نے اسلام کا تعارف بیان کیا۔ عیسائیت کے بعض مسائل کا ذکر کیا۔ اور خاص طور پر مامورِ زمانہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور پیغام کو بیان کیا۔ دورانِ تقریر بعض لوگوں نے سوالات بھی کئے۔ جن کے جوابات دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تقریر بہت کامیاب رہی اور سینکڑوں لوگوں نے احمدیت کے پیغام کو سُنا۔ تقریر کے بعد بہت سے [illegible] احباب سے ملاقات ہوئی جو حاضرین میں شامل تھے انہوں نے ان تبلیغی کوششوں کو بہت سراہا۔ شام سے آئے ہوئے ایک [illegible] ڈاکٹر نے کہا کہ مجھے یہاں آئے ہوئے کئی ماہ ہو گئے ہیں یہ پہلا موقع ہے کہ کسی مسلمان کو اسلام کی تبلیغ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور آج یہ تقریر سُن کر مجھے اس بات سے بیحد خوشی اور مسرت ہوئی ہے کہ اس ملک میں بھی تبلیغ اسلام کی مساعی جاری ہیں۔ انہوں نے اظہارِ جذبات کے طور پر ایک کتابچہ جو انہیں بہت عزیز تھا۔ خاکسار کو پیش کیا۔

لٹریچر کی تقسیم کے بارہ میں احباب کو یہ ہدایت دی گئی تھی کہ تقسیم میں بہت احتیاط کریں تاکہ ضیاع نہ ہو۔ اور مفید نتائج برآمد ہوں۔ اس ہدایت کی روشنی میں احباب نے صرف دلچسپی کا اظہار کرنے والے لوگوں کو لٹریچر دیا۔ اعداد و شمار کے مطابق صرف لنڈن کے مختلف حلقوں میں سوا چار ہزار سے زائد پمفلٹ، کتب اور اشتہارات تقسیم کئے گئے۔

(باقی دیکھئے صلا پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۸ ر صلح ۱۳۵۲ ہش

قربانی ــــ اور ــــ تقویٰ

عید الاضحیہ دوسرا اسلامی تہوار ہے. جس کے لفظی معنے قربانیوں کی عید کے ہیں. اس موقعہ پر ہر صاحب استطاعت مسلمان خدا کی رضا کے حصُول کے لئے صحیح سالم اور تندرست جانور کی قُربانی ذبح کرتا ہے. عید الاضحیہ کی قُربانیاں دراصل حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اس عظیم قُربانی کی یادگار کے طور پر کی جاتی ہیں جو ایک عظیم باپ محض خدا کی رضا کے لئے اپنی تمام خواہشات اور تمناؤں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے عزیز بیٹے کو خدا کی راہ میں قربانی کرنے کے لئے تیار ہو گیا. درانحالیکہ عظیم بیٹے نے بھی اپنے باپ کے اِس فیصلہ کے سامنے نہایت درجہ اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کرتے ہوئے اپنی گردن پیش کر دی. چونکہ باپ بیٹے کا یہ ایک بڑا امتحان تھا جس میں دونوں نے ہی نہایت شاندار کامیابی حاصل کی اس لئے عین اس وقت جب دونوں باپ بیٹا قُربانی کے لئے تیار ہوگئے تو خدائے قدوس کی طرف سے اُن کی اس قُربانی کو قبول کرلئے جانے کا اِس رنگ میں اعلان کر دیا گیا کہ عزیز بیٹے کی جگہ ایک جانور کو ذبح کر دیا جائے. اور آئندہ کے لئے بطور یادگار اس طریق کو ہمیشہ قائم رکھا جائے.

فریضۂ حج ادا کرنے والے بھی مناسکِ حج ادا کرکے ۱۰ - ۱۱ - اور ۱۲ ر ذوالحجہ کو حسبِ استطاعت قُربانی دیتے ہیں، جبکہ دوسرے صاحبِ استطاعت مسلمان انہی تاریخوں پر اپنے اپنے یہاں قُربانی کے جانور ذبح کرکے بارگاہِ ربّ العزت سے اُسی اجر اور ثواب کے امیدوار ہوتے ہیں جو قربانی کی اصل غرض ہے.

سورت الحج میں ان قُربانیوں کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (سورۃ الحج آیت : ۳۸)

یاد رکھو ! ان قربانیوں کے گوشت اور خون ہرگز اللہ تک نہیں پہنچتے. ہاں تمہارے دل کا تقویٰ، اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے. تقویٰ سے مراد وہ فدائیت اور قُربانی کا جذبہ ہے جو قُربانی کرنے والے شخص کے دِل کی گہرائیوں میں پیدا ہوتا اور اُسے خدا کی راہ میں قربانی دینے کے لئے اور اس کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے آمادہ کرتا ہے. اس موٹے تازے جانور کو ذبح کر دینے کا کچھ بھی فائدہ نہیں جس کے پیچھے ایسا پُرخلوص جذبہ کارفرما نہ ہو. سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کے مطابق ضروری ہے کہ قُربانی کا جانور ذبح کرتے وقت ساتھ ہی قُربانی کرنے والے کی رُوح بھی آستانۂ الوہیت پر اسی طرح قُربان ہو رہی ہو جس طرح اس جانور نے اپنے مالک کے سامنے کسی طرح کا چون و چرا نہیں کیا بلکہ کامل اطاعت و فرمانبرداری کا نمونہ دکھاتے ہوئے اپنی گردن اسی کے حوالہ کردی. اسی طرح وہ بندہ بھی خدا کے احکام کی بجا آوری کے لئے اسی نوع کے کامل تسلیم و رضا کا مظاہرہ کرے.

جیسا کہ سورت الحج کی مذکورہ بالا آیتِ کریمہ میں قُربانی کے ساتھ تقویٰ کو بطور شرطِ لازم بیان کیا گیا ہے. چنانچہ قرآن کریم کے دوسرے مقام پر آدمؑ کے دو بیٹوں کی قربانیوں کے ذکر میں اسی بات کو زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ. (المائدہ آیت : ۲۸)

تو انہیں آدمؑ کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح طور پر سُنا. یعنی اس وقت کا واقعہ جب دونوں نے ایک قُربانی پیش کی تو اُن میں سے ایک کی قُربانی تو قبول کرلی گئی. اور دوسرے کی قبول نہ کی گئی. جس پر اس نے اپنے بھائی سے کہا کہ میں تجھے ضرور قتل کر دوں گا. اُس نے کہا اللہ صرف متقیوں کی قربانی قبول کیا کرتا ہے.

تقویٰ اللہ کیا ہے ؟ خدا ترسی کا نام ہے. ہر چھوٹے سے چھوٹے عمل میں خدا کو حاضر و ناظر جاننا تقویٰ اللہ ہے. حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ؎

ہر اِک نیکی کی جڑھ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑھ رہی سب کچھ رہا ہے

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی اصل غرض بھی دلوں میں تقویٰ اللہ پیدا کرنا ہوتی ہے. فترتِ انبیاء کے سبب دلوں پر جو زنگ لگ گیا ہوتا ہے خدا تعالےٰ کے فرستادہ کے ذریعہ دلوں سے اس مَیل اور زنگ کو دور کرکے ان میں خوفِ خدا پیدا کیا جاتا ہے. اسی کا نتیجہ ہوتا ہے کہ مامور من اللہ کے ذریعہ تیار ہونے والی جماعت ہر قسم کی مالی اور جانی قربانی کے لئے ہمہ وقت تیار رہتی ہے. جب بھی کوئی نیک تحریک کان میں پڑتی ہے، دیوانہ وار اس پر لبیک کہتے چلے جاتے ہیں.

پھر قربانیاں قربِ الٰہی کے حصول کا بھی ذریعہ ہیں. جیسا کہ قربانی کے لفظ ہی سے اس کا یہ مفہوم ظاہر و باہر ہے. قربانی "قرب" سے نکلا ہے. جس کے معنے ہیں وہ فعل اور عمل جس کے ذریعہ کسی دوسری ہستی کے قریب ہوا جائے. قربانیوں کے اسی مفہوم کو واضح کرتے ہوئے خطبۂ الہامیہ میں فرمایا گیا ہے :-

"اِنَّ الضَّحَايَا هِيَ الْمَطَايَا تُوْصِلُ اِلٰى رَبِّ الْبَرَايَا"

کہ یہ قُربانیاں ہی وہ سواریاں ہیں جو قُربانی دینے والے انسان کو ربّ البرایا تک پہنچاتی ہیں.

مالی اور جانی قُربانیوں کے ذریعہ قربِ الٰہی حاصل ہوجانے کے ذکر میں سورت توبہ میں آتا ہے :-

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (التوبہ آیت : ۹۹)

اور دیہاتیوں اور جنگل میں رہنے والے عربوں میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور یوم آخرت پر سچا ایمان لاتے ہیں اور خدا کی راہ میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے خدا تعالےٰ کی قُربت اور رسول کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں. سنو! یہ فعل ضرور ان کے لئے خدا کی قُربت کا ذریعہ ہوگا، اللہ ضرور ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا. کیونکہ اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے.

پس سچے دل سے جو کوئی خرچ اخراجات خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا کے حصُول کے لئے کئے جاتے ہیں، قدر دان خدا اپنے عاجز بندے کے پُرخلوص جذبے کی قدر کرتا اور اس کو اپنی قُربت کا ذریعہ بنا دیتا ہے. اسی نیک جذبے کے تحت ایک حاجی دُور دراز کا سفر کرکے مقاماتِ مقدسہ میں حاضری دیتا اور بارگاہِ الٰہی میں دُعائیں کرتا اور اُن نیک اور بزرگوں کی قُربانی کی یاد میں فریضۂ حج ادا کرتا ہے. اور صاحبِ استطاعت مسلمان اپنی اپنی جگہ پر عید الاضحیہ کے موقعہ پر قُربانی کے جانور ذبح کرتے ہیں. خدا کرے کہ سب کی یہ قُربانی اور نیک جذبہ اس کے لئے قُربِ الٰہی اور اُس کی خوشنودی کے حصُول کا ذریعہ بنے.

یہ دُنیا دار الابتلاء ہے. آزمائش اور امتحان میں پڑے بغیر کوئی انسان کسی بھی اُونچے مرتبہ کو حاصل نہیں کرسکتا. حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے نام جو فریضۂ حج کے ساتھ زندہ جاوید ہوئے تو اس کے پیچھے بھی ان دونوں بزرگوں مع حضرت ہاجرہ والدہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عظیم قربانی اور زبردست آزمائش میں اعلیٰ درجہ کی کامیابی ہی ہے. حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے ربّ نے ان کو چند احکام کے ذریعہ آزمایا. جس میں آپؑ نے ایسی سو فیصدی کامیابی حاصل کی کہ خدا نے آپؑ سے فرمایا :-

اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا

مَیں آپ کو لوگوں کا امام بنانے والا ہوں. حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس موقعہ پر اپنی اولاد کے لئے بھی ایسی ہی درخواست کی. اور عرض کیا کہ "وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ" کہ خداوندا! منصبِ امامت پر فائز ہونے والے میری اولاد سے بھی پیدا ہوتے رہیں. اس کے جواب میں خدا تعالےٰ نے جو ارشاد فرمایا ہے، لازم ہے کہ اُسے ہر وقت پیشِ نظر رکھا جائے، فرمایا :-

(باقی صلا پر)

مجھے اور آپ کو خدا نے اس لئے پیدا کیا ہے کہ قرآن کریم کی عظمت کو دنیا میں دوبارہ قائم کیا جائے

قرآنِ کریم کو مہجور و متروک سمجھنے کی ذہنی کیفیت کو دور کرنا اور اس کی اشاعت کی تکمیل کرنا جماعت کی اہم ذمہ داری ہے

میرے دل کی شدید خواہش ہے کہ آئندہ پانچ سال میں قرآنِ کریم کی دس لاکھ کاپیاں دس لاکھ گھروں میں پہنچ جائیں۔

خطبہ جمعہ از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۷؍ماہ وفا ۱۳۵۱ ہش مطابق ۷؍جولائی ۱۹۷۲ء بمقام سعید ہاؤس، کاکول ایبٹ آباد

سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:-

وَقَالَ الرَّسُولُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُورًا ○ (الفرقان-۳۱)

وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ○ (النحل: ۶۵)

اور پھر فرمایا:-

انسان کے ساتھ بیماری لگی ہوئی ہے۔ دو ایک روز سے مجھے انفلوئنزا کی تکلیف ہے گو پہلے سے کچھ افاقہ ہے لیکن ابھی تکلیف جاری ہے۔ سر بھاری اور طبیعت بے چین رہتی ہے۔ دوست دعا کریں اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے صحت عطا فرمائے

اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ رسولِ کریم نے کہا اے میرے ربّ! میری یہ قوم قرآن کریم کو مہجور بنا رہی ہے۔ مہجور کا مصدر ھَجْرٌ ہے اور عربی لغت کے لحاظ سے اس کے معنے زبان یا دل سے یا دونوں سے قطع تعلق کرنے کے ہوتے ہیں اس لحاظ سے ھَجْرٌ کے تین معنے ہو جائیں گے۔ ایک یہ کہ زبان سے کہنا کہ

قرآن کریم کے ساتھ

میرا کوئی تعلق نہیں۔ دوسرے یہ کہ انسان کی دلی کیفیت یہ ہو کہ اس کا قرآن کریم سے کوئی تعلق نہ ہو۔ اور تیسرے یہ کہ زبان سے بھی کہنا اور دل سے بھی زبانِ حال سے یہی تاثر دینا کہ کوئی تعلق نہیں ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اس عظیم قرآن کے ساتھ یہ لوگ تعلق قائم نہیں رکھتے اور اس سے قطع تعلق کر لیتے ہیں حالانکہ قرآن کریم کی تو یہ عظمت اور شان ہے کہ وہ اپنی عظمت کا خود دعوےٰ کرتا اور پھر اس کے حق میں دلائل بھی دیتا ہے۔ قرآن عظیم اللہ تعالےٰ کی آخری ہدایت اور ایک

کامل اور مکمل شریعت

ہے۔ اس نے اپنی عظمت کے متعلق اور اپنی شان کے متعلق اور اپنی افادیت کے متعلق اور اپنی ہمہ گیری کے متعلق اور تمام اقوام سے اپنے تعلق کے بارے میں اور پھر ہر زمانے سے اس کا جو تعلق ہے اس کے بارے میں خود دعوےٰ کیا ہے۔ اور پھر دلائل سے اس کو ثابت بھی کیا ہے

قرآنِ کریم نے ایک

بڑا ہی عجیب اور حسین دعوےٰ

یہ کیا ہے کہ انسان کی عقل ناقص ہے۔ اور اس کی دلیل یہ دی ہے کہ دیکھو چوٹی کے عقلمند ہر مسئلہ کے متعلق اختلاف کرتے ہیں۔ چنانچہ انسانوں کا باہمی اختلاف خصوصاً ان انسانوں کا جو صاحب عقل و فراست سمجھے جاتے ہیں۔ ان کا باہمی اختلاف اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی عقل ناقص ہے۔ اگر انسانی عقل ناقص نہ ہوتی تو وہ ایک ہی نتیجہ پر پہنچتی لیکن چونکہ وہ ناقص ہے اور صراطِ مستقیم کو کبھی چھوڑ بھی دیتی ہے اور راہِ راست سے بھٹک جاتی ہے اس لئے وہ متضاد نتائج پر پہنچتی ہے۔ اسی واسطے

اللہ تعالےٰ کی ہستی

کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عقلی دلیل کو بار بار اور بڑی وضاحت سے مختلف پیرایوں میں بیان فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ "خدا ہونا چاہیئے" اور "خدا ہے" میں بڑا فرق ہے اللہ تعالےٰ کی ہستی کے متعلق انسانی عقل زیادہ سے زیادہ صرف "خدا ہونا چاہیئے" تک پہنچتی ہے یعنی انسانی عقل دنیا کی مختلف چیزوں کو دیکھ کر یہ نتیجہ نکالتی ہے کہ خدا ہونا چاہیئے۔ جب کہ دوسرے انسان کہتے ہیں کہ خدا نہیں ہونا چاہیئے۔ اور یہ بھی اپنے حق میں عقلی دلیلیں دیتے ہیں

چنانچہ اب انسان نے ایک نئی سائنس نکالی ہے جسے انگریزی میں "سائنس آف چانس" کہتے ہیں۔ پہلے تو دہریے کہتے تھے یہ بھی اتفاق ہے اور وہ بھی اتفاق ہے۔ ہزار بار بلکہ اس سے بھی زیادہ اتفاق! اتفاق کہتے چلے جاتے تھے مگر پھر انہوں نے سوچا کہ آنکھیں بند کر کے اتفاق اتفاق کہہ دینا درست نہیں ہے۔ بالآخر انہوں نے کائنات اور اس کی اشیاء کی پیدائش اور ارتقاء پر

فکر و تدبّر کے نتیجہ میں

جب سائنس آف چانس بنائی تو آدھے سائنسدان اس نتیجہ پر پہنچے کہ خدا پر ایمان لانا پڑے گا ہر چیز کو اتفاق کہہ کر ٹالا نہیں جا سکتا۔ میں ایک دو دفعہ اس کی تفصیل بیان کر چکا ہوں اس وقت اس کو دہرانا نہیں چاہتا۔

بہرحال سائنس آف چانس کے نتیجہ میں آدھے سائنسدان اس گروہ سے تعلق رکھنے لگے جنہوں نے یہ کہا کہ ایک قادرِ مطلق، خالق اور ربّ ماننا پڑے گا۔ جبکہ دوسرے گروہ نے کہا کہ نہیں! خدا کے ماننے کی پھر بھی کوئی ضرورت نہیں۔

جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

کہ سائنسدان صرف "چاہیئے" تک پہنچتے ہیں کہ خدا ہونا چاہیئے لیکن "چاہیئے" اور "ہے" میں بڑا فرق ہے۔ صرف وہی شخص کہہ سکتا ہے کہ "خدا ہے" جس نے خدا تعالےٰ کا پیار حاصل کیا ہو اور زندہ خدا کے ساتھ اس کا زندہ تعلق ہو۔ وہ "خدا ہونا چاہیئے" پر نہیں رہتا۔ وہ کہتا ہے خدا موجود ہے

اب مثلاً راولپنڈی میں ایک احمدی یہ کہہ سکتا ہے کہ آج کا خطبہ ایبٹ آباد میں خلیفۃ المسیح الثالث نے دیا ہو گا۔ اس سے زیادہ وہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن کوئی دوسرا آدمی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ وہ بیماری سے اُٹھ کر آئے ہیں۔ بعض دفعہ بیمار کو اور بیماریاں بھی لگ جاتی ہیں اس لئے انہوں نے خطبہ نہیں دیا ہو گا۔

پس دونوں کے لئے ایک جیسا امکان ہے ایک کہے گا کہ خطبہ دیا ہو گا (یہ بات بھی "ہونا چاہیئے" کے درجہ میں آتی ہے) دوسرا کہے گا کہ نہیں دیا ہو گا لیکن آپ دوست جو

اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہیں

آپ میں سے کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ حضرت صاحب نے خطبہ دیا ہو گا۔ آپ کہیں گے حضرت صاحب نے خطبہ دیا ہے۔ ہم نے خود ان کا خطبہ سنا ہے۔

غرض جو شخص اللہ تعالےٰ سے ایک زندہ تعلق رکھتا ہے وہ کہتا ہے کہ خدا ہے مگر جس شخص کا

خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق

نہیں ہوتا بلکہ عقلی دلائل سے وہ اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ ہستی باری تعالےٰ کو ماننا چاہیئے وہ کہتا ہے کہ خدا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس کے بغیر بہت سی باتیں ایکسپلین explain نہیں کی جا سکتیں۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ عقل ہمیں "خدا ہے" تک نہیں پہنچاتی بلکہ "خدا ہونا چاہیئے" تک پہنچاتی ہے۔ تاہم جہاں تک "خدا ہے" کا تعلق ہے یہ تو خود خدا تعالےٰ اپنے عاجز بندے کو رحمت کے ہاتھ سے اٹھاتا اور اس کے ساتھ اپنے زندہ تعلق کو قائم کرتا ہے۔ پھر وہ بندہ کہتا ہے کہ "خدا ہے" کیونکہ میں اس کا گواہ ہوں۔ میرا مشاہدہ ہے کہ خدا ہے میں نے اس سے غیب کی خبریں معلوم کیں اس نے گھبراہٹ کے اوقات میں مجھے پیار سے تسلیاں دیں۔ اس نے میری دعاؤں کو سنا۔ اور بسا اوقات اس نے

قبولیتِ دعا

کی قبل از وقت اطلاع دے دی وغیرہ وغیرہ۔ زندہ تعلق کے بہت سے مظاہرے ہوتے ہیں۔ پھر وہ کہے گا کہ "خدا ہے" میں اس کا گواہ ہوں

میں نے کئی دفعہ بتایا ہے میں نے ۱۹۶۷ء میں یورپ کے دورے کے دوران سوال کرنے والی ایک عیسائی عورت سے کہا تھا کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ایک احمدی عورت کی ایک رات کی دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ نے اسے تین خبریں دیں۔ میں نے اس سے کہا کہ تم ساری عیسائی دنیا میں اس قسم کی کوئی مثال یا اس قسم کا کوئی تجربہ نہیں دکھا سکتے۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ یہ عورت جسے ایک رات میں اللہ تعالےٰ نے تین باتیں بتائیں اور وہ پوری بھی ہو گئیں اب اگر اس کے سامنے

ساری دنیا کے فلاسفر اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کے وجود کے خلاف دلائل دیں تو وہ کہے گی تم پاگل ہو۔ جس

قادرِ مطلق ہستی کی صفات

کا میں نے اپنے وجود میں مشاہدہ کیا ہے۔ میں اس کا انکار کیسے کر سکتی ہوں۔

بہرحال جو بات میں اس وقت بتا رہا ہوں وہ یہ ہے کہ انسانی عقول کا اختلاف و تضاد انسانی عقول کے نقص کی بڑی زبردست دلیل ہے۔ کیونکہ اگر انسانی عقول ناقص اور کمزور نہ ہوتیں تو مسائل کے بارے میں ان کا آپس میں اختلاف نہ ہوتا۔ چنانچہ آج کی دنیا نے اقتصادی حقوق کے متعلق بڑا شور مچا دیا ہے امریکہ کے چوٹی کے اکانومسٹ یعنی چوٹی کے ماہرینِ اقتصادیات یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں ان جیسی عقل کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔ ایک گروہ تو امریکہ کے ماہرین کا ہے۔ دوسرا گروہ روس میں بستا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اتنی عقل جتنی روسی ماہرین کو حاصل ہے دنیا کے کسی اور خطے میں تمہیں نظر نہیں آئے گی۔

غرض وہ بھی ماہرین اکانومسٹ اور یہ بھی ماہرین اکانومسٹ۔ وہ امریکہ میں رہنے والے ہیں اور یہ روس میں بسنے والے۔ اور ہر دو

اپنی مادی طاقت کے نتیجہ میں

خود کو بڑا عقلمند سمجھتے ہیں۔ جو لوگ ان کو جانتے ہیں ان سے بھی کہلوا لیتے ہیں کہ جی یہ بڑے عقلمند ہیں ان کی نقل کرنی چاہیئے۔ مثلاً پاکستان والے آنکھیں بند کر کے امریکہ کی نقل کرنے لگ جاتے ہیں۔ یا پاکستان والے چین کی نقل کرنے لگ جاتے ہیں اس طرح وہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہم گدھے ہیں ہمارے اندر عقل نہیں ہے اور وہ (امریکن اور چینی) عقلمند ہیں اور ان عقلمندوں کا یہ حال ہے کہ امریکہ روس اور چین کے لوگوں کی عقلوں کو جب اکٹھا کیا جائے تو سوائے اختلاف کے اس کا کوئی نچوڑ نہیں نکلتا یعنی جس طرح ایک طبیب ادویہ بنانے کے لئے بعض چیزوں کا نچوڑ نکالتا ہے اسی طرح اگر ان کی عقلوں کو اکٹھا کر کے ان کا نچوڑ نکالا جائے تو وہ اختلاف ہوگا۔

پھر ہر ایک کا اپنے اپنے ملک کے اندر اختلاف ہے۔ میں آکسفورڈ میں اقتصادیات بھی پڑھتا رہا ہوں۔ وہاں اقتصادیات پر ایک "کینز" کا نظریۂ اقتصادیات تھا اور اسی طرح مختلف سکولز ہیں جو اپنی اپنی تھیوری بنائے بیٹھے ہوتے ہیں۔ اور یہی مختلف تھیوریز ہی دراصل ان کی

ناقص عقل کی زبردست دلیل

ہے۔ ان عقلوں نے ہماری عقل تو اندھی کر دی ہے۔ اسی لئے بعض لوگوں نے کہہ دیا کہ جی بس عقل کافی ہے۔ یعنی اسلام میں ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے کہا ہے کہ اب مسلمان کے لئے الہام کی ضرورت نہیں، عقل کافی ہے۔ مگر کیا وہ عقل کافی ہے جو امریکہ اور روس کو آپس میں لڑوا رہی ہے! روس اور چین کو آپس میں لڑا رہی ہے!!

پس ان کا اختلاف بتا رہا ہے کہ عقل کافی نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو خود ناقص ہے۔ اس کے ساتھ انسان کو کسی دوسری چیز کی ضرورت ہے۔ چنانچہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ ؎

عقل خود اندھی ہے اگر نیرِ الہام نہ ہو

یہ دراصل قرآن کریم کی تفسیر ہے

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے یہ کتاب اس لئے اتاری ہے کہ انسانی عقول ناقص ہیں۔ اور اس کمزوری اور نقص کے نتیجہ میں آپس میں اختلاف کرتی ہیں۔ جب دو ایک جیسی چیزیں اختلاف کر رہی ہوں تو ویسی ہی تیسری چیز ان کا اختلاف دور نہیں کر سکتی۔ مثلاً اگر دو عقول کی کشتی ہو جائے یا آپس میں اختلاف کرنے لگ جائیں تو تیسری عقل آ کر ان کا اختلاف دور کر ہی نہیں سکتی۔ اس لئے لوگوں نے ایک اور اصول وضع کیا اور وہ بھی بڑا ناقص ہے۔ اور وہ "کامپرومائز" کا اصول ہے۔ کہ کچھ تم چھوڑ دو کچھ میں چھوڑ دیتا ہوں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ تم نے خود تسلیم کر لیا کہ عقل ناقص ہے۔ کیونکہ اگر کوئی چیز ناقص نہ ہوتی تو اس کے چھوڑنے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا تھا۔ آخر اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو کیوں اختیار کیا جائے غرض جن لوگوں نے کامپرومائز کا اصول بنایا ہے انہوں نے بھی

اس امر کو تسلیم کر لیا

ہے کہ ہماری عقلیں ناقص ہیں۔ اس لئے کسی فیصلے پر پہنچنے کے لئے کچھ تم قربانی کرو کچھ ہم قربانی دیتے ہیں۔ مگر قرآن کریم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ خدا تعالیٰ جو رب العٰلمین ہے وہ تمہیں تمہاری عقلوں پر کیسے چھوڑ سکتا تھا کہ تم ہر وقت لڑتے ہی رہو۔ کیونکہ عقل عقل سے اختلاف کرتی ہے۔ اس واسطے فرمایا کہ اے رسولؐ! ہم نے تجھ پر یہ کامل کتاب اس لئے اتاری ہے کہ لوگوں کی ناقص عقول اور ان کے فکر و تدبر کے نتیجہ میں جو اختلافات پیدا ہوں تو یہ ان کو دور کر دے۔ عقل عقل کے باہمی اختلاف کو اللہ تعالیٰ کا الہام دور کر سکتا ہے کیونکہ وہ خدائے علام الغیوب کے سرچشمہ سے نکلتا ہے۔

پس عقل عقل کے اختلاف کو (دونوں

عقول ناقص ہیں تبھی اختلاف پیدا ہوتا ہے!) ایک تیسری ناقص عقل دور نہیں کر سکتی۔ البتہ وہ یہ کہتی ہے کہ آپس میں کامپرومائز یعنی کچھ چھوڑ دو اور کچھ لو کے اصول پر سمجھوتہ کر لو۔ لیکن وہ ان کا فیصلہ نہیں کر سکتی وہ ان کے اوپر حَکم نہیں بن سکتی۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتی کہ

یہ درست ہے

اور وہ درست نہیں ہے۔ اس طرح تو جس کے خلاف فیصلہ ہوگا وہ اس کے پیچھے پڑ جائے گا کہ تم کہاں کے بڑے عقلمند بنے پھرتے ہو غرض زید یا بکر کی عقلوں کا سوال نہیں۔ دنیا کے چوٹی کے دماغ اور خود کو عقلمند اور صاحبِ فراست کہنے والے لوگ مسائل میں اگر قریباً ہر مسئلہ میں اختلاف کر گئے ہیں بین الاقوامی سطح پر بھی اور اندرونِ ملک بھی۔

جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے کہ مثلاً اقتصادیات کے معاملہ میں انگلستان گو ایک چھوٹا سا ملک ہے یہاں بھی بڑے بڑے ماہر عقلمند اور بڑے اچھے لکھنے والے اکانومسٹ پیدا ہوئے مگر آپس میں اختلافات کر گئے ایک ایک تھیوری بنا رہا ہے۔ دوسرا دوسری تھیوری بنا رہا ہے۔ یہ تو اندرونِ ملک کا حال ہے۔ بین الاقوامی سطح پر امریکہ، روس اور چین کا

باہمی فرق

تو بڑا نمایاں ہے۔

اب مثلاً کمیونزم (راشتراکیت) اور چینی سوشلزم کو اگر لیں تو چونکہ عقل ناقص ہے اس لئے جس نتیجہ پر روسی کمیونسٹ پہنچا اس نتیجہ پر چینی سوشلسٹ نہیں پہنچا۔ چین نے اپنی اور تھیوریز بنائیں اور اس طرح ان کا آپس میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ روسی اور چینی اختلاف سے پہلے یوگوسلاویہ کے ٹیٹو کے کمیونزم اور روسی کمیونزم میں اختلاف پیدا ہو گیا۔

یوگوسلاویہ والے کہتے ہیں کیا تم ہی بڑے عقلمند ہو۔ ہمیں بھی تو عقل دی گئی ہے ہم بھی اختلاف کر سکتے ہیں۔

غرض یہ تو صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو عقل دی ہے لیکن ایسی عقل دی ہے جو بغیر محدود وسعتوں میں جولانی نہیں کر سکتی کیونکہ عقل محدود ہے۔ جس وقت وہ اپنی حدود کو پھلانگتی ہے وہ نقص کو پیدا کرتی ہے۔ وہ بطلان کو پیدا کرتی ہے وہ صداقت کو پیدا نہیں کرتی کیونکہ وہ اپنی حدود سے آگے نکل جاتی ہے حالانکہ وہ

ایک محدود چیز

ہے۔ لیکن جو کلام، جو بیان، جو صداقتیں اور اختلاف دور کرنے والے جو اصول علام الغیوب کے کامل علم کے سرچشمہ سے نکلتے ہیں وہ اس قابل ہوتے ہیں کہ عقل اور عقل کے درمیان اختلافات

کو دور کرائیں۔

پس یہ عظیم قرآن اس لئے نازل ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے الہام کے ذریعہ عقولِ ناقصہ کے اختلافات کو دور کیا جا سکے۔ اور یہ قرآن کریم کی بے شمار صفات میں سے ایک صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے مقام اور شان کو مختلف جگہوں پر بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے۔ ہم کہہ دیتے ہیں کہ قرآن کریم نے بیان کیا ہے اصل میں تو اللہ تعالیٰ ہی بیان کرنے والا ہے جس نے قرآن کریم نازل کیا ہے۔ دراصل اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اپنے کلام کی شان کو بیان کیا ہے جیسے عام فہم زبان میں ہم کہہ دیتے ہیں کہ

قرآن کریم نے خود بیان کیا ہے

یہ محاورہ بھی درست ہے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس محاورہ کو استعمال کیا ہے۔ بہرحال یہ ایک عام فہم محاورہ ہے حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام کی عظمت کو اپنے کلام یعنی قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے لیکن اتنی عظیم کتاب ہونے کے باوجود رسولؐ نے فرمایا کہ میری قوم نے اس کتاب سے زبانی اور دلی طور پر قطع تعلق کر لیا ہے۔

چنانچہ اب بھی آپ اپنی زندگیوں میں دیکھیں ہمارے پاکستان میں بھی مسلمان کہلانے والوں میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو بسا اوقات زبان سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ چودہ سو سالہ پرانی کتاب آج کے نئے مسائل کس طرح حل کرے گی وہ کہتے ہیں یہ ٹھیک ہے اسلام ہمارا دین ہے لیکن ہم یہ نہیں مانتے کہ قرآن کریم ہمارے سارے مسائل کے حل کے قابل ہو۔ کئی لوگ تو بڑی دلیری سے کھلے طور پر یہ کہہ دیتے ہیں اور کئی اشاروں میں یہ بات کرتے ہیں۔ اور دل سے تو

قرآن کریم کی عظمت

کو بہت کم لوگ مانتے ہیں۔ کیونکہ دل کا ایمان تو جوارح کی حرکتوں کو پکڑ لیتا ہے اور ادھر ادھر نہیں جانے دیتا۔ وہ یقین جو دل میں پیدا ہوتا ہے اس کے بعد عمل میں گمراہی نہیں پیدا ہو سکتی لیکن اب حالت یہ ہے کہ قرآن کریم پر ایمان بھی ہے اور اسی فیصد اعمال قرآنی ہدایت کے خلاف بھی ہیں۔ یہ طریقِ عمل قرآن کریم کو دلی طور پر مہجور قرار دینے یعنی قطع تعلق کرنے کے مترادف ہے زبان سے قرآن کریم کی صداقت کا اقرار ہے لیکن دل سے قطع تعلق ہے۔ اس کے باوجود اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کتاب فی الواقعہ عظیم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے احمدیہ جماعت پر بڑا فضل فرمایا ہے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے

ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ

علاوہ اور بہت سی پیشگوئیوں کے ایک یہ صداقت بھی ملی ہے کہ قرآن کریم ایک عظیم کتاب ہے۔ یہ ابدی صداقتوں پر مشتمل اور ہر زمانے کی عقولِ ناقصہ کے اختلافات کو دور کرنے والی کتاب ہے الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ پس ہر احمدی کو

اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر گزار ہونا چاہیئے

اور اس کی حمد کرتے رہنا چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ اتنا عظیم احسان ہے کہ اگر ہم اپنی ساری عمر الحمد للہ پڑھتے رہیں تب بھی ہم دنیا اس احسان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں ہو سکتا لیکن اس نے ہمیں یہ کہہ کر تسلّی دی

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرہ)

فرمایا جتنی تمہاری طاقت ہے اتنا کام کرو گے تو میں سمجھوں گا تم نے سارا کام کر لیا۔ اور یہ گویا ہم پر ایک اور احسان ہو گیا۔

پس ہم نے قرآن کریم کی عظمت کو پہچانا ہے اور صرف یہی نہیں کہ ہم نے قرآن کریم کی عظمت کو پہچانا ہے بلکہ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم ساری دنیا کے دل میں قرآن کریم کی عظمت کو قائم کر دیں۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو پھر ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی بالکل بے معنی ہے۔ چنانچہ

اشاعتِ قرآن کے سلسلہ میں

اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ کو توفیق بخشی۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی رحمتیں نازل کیں۔ میری خلافت سے پہلے بڑا کام ہوا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ نے دنیا کا ذہن بدل دیا مثلاً جس وقت جماعتِ احمدیہ کی طرف سے قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ ہوا اس وقت جہاں تک قرآن کریم کا تعلق ہے دنیا کی حالت یہ تھی کہ جو عوام تھے ان کو تو علم ہی نہیں تھا کہ قرآن کریم جیسی عظیم کتاب انسان کی طرف دنیا میں نازل ہو چکی ہے۔ یہ متوسط طبقہ کے پڑھے لکھے لوگ تھے انہوں نے شاید قرآن کریم کا نام تو سنا ہو لیکن ان کے دل میں اس سے کوئی محبت یا دلچسپی نہیں تھی۔ جو لوگ زیادہ پڑھے لکھے تھے اور سکالرز کہلاتے تھے جن کا

علمی مجالس میں

اٹھنا بیٹھنا تھا اور ان کا آپس میں تبادلۂ خیال ہوتا تھا۔ ان کو قرآن کریم کے ساتھ محض اس قدر دلچسپی تھی اور ان کے دل میں قرآن کریم کی صرف اتنی قدر تھی کہ اگر قرآن کریم کا ترجمہ انگریزی کے طریقہ پر ان کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ شاید قرآن کریم پر احسان کر کے کبھی کبھی اسے دیکھ لیا کریں۔ اب ویسے تو یہ طریق درست نہیں ہے کہ قرآن کریم کا متن اس کے ترجمے کے پیچھے چلے۔ اصل طریق تو یہ ہے کہ ترجمہ متن کے پیچھے چلے۔ لیکن میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ اس وقت دنیا کی حالت یہ تھی کہ اگر قرآن کریم کا ترجمہ ہماری تحریر یا رسم الخط کی طرز پر دائیں سے بائیں ہوتا تو صرف اتنی سی وجہ سے کہ انہیں عادت

نہیں ہے۔ دنیا کے انگریزی خواں طبقہ نے بھی قرآن کریم کو ہاتھ نہیں لگانا تھا۔ پھر تراجم ہوئے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی زیرِ نگرانی بھی ایک ترجمہ ہوا اور ہمارے خیال میں وہ ضائع ہو گیا واللہ اعلم۔ پھر حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی تفسیر کی اور آپ کی زیرِ نگرانی انگریزی کے علاوہ اور بھی مختلف زبانوں میں ترجمے ہوئے مثلاً ڈچ زبان میں ترجمہ ہوا۔ جرمن زبان میں ترجمہ ہوا۔ سواحیلی زبان میں ترجمہ ہوا۔ روسی اور فرانسیسی زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں۔ لیکن چونکہ روسی فرانسیسی جاننے والے احمدی ہمیں نہیں ملے اور

یہ مسئلہ بڑا نازک ہے

اس واسطے ان کے مسودے پڑے ہوئے ہیں۔ ہم نے ابھی تک ان کو شائع نہیں کیا۔ اب چند سال پہلے فرانسیسی ترجمہ کی ری ویژن Revision کے ہم قابل ہوئے تھے۔ اس کا مسودہ اشاعت کے لئے تیار ہے۔ انشاء اللہ دو ایک سال میں مارکیٹ میں آ جائے گا لیکن روسی ترجمہ قرآن کریم کی نظر ثانی ہم نہیں کروا سکے۔ میرے خیال میں بعض اور زبانوں میں بھی تراجم کے مسودے تیار ہیں لیکن اس وقت میرے ذہن میں نہیں

بہرحال میں یہ بتا رہا ہوں یہ جو ڈچ زبان یا جرمن زبان یا انگریزی زبان بائیں سے دائیں کو چلتی ہے اس کے مطابق ہم نے متن کو رکھا اور اس طرح جہاں سورۃ الحمد ہونی چاہیئے تھی وہاں سورۃ والناس آ گئی۔ غرض ابتداء میں متن نے ترجمہ کا پیچھا کیا محض اس نیت سے کہ ان لوگوں میں قرآن کریم کے ساتھ کوئی دلچسپی پیدا ہو اس میں

خدا تعالیٰ کے فضل سے

ہم کامیاب ہو گئے۔ یہ خدا تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ لوگوں کے ذہنوں میں ایک انقلاب آ گیا۔ گو یہ ایک چھوٹا سا انقلاب ہے مگر ہے یہ بھی انقلاب۔ جس طرح سمندر میں طوفان آئے تو کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ پہاڑ جیسی اٹھنے والی ایک لہر طوفان کا حصہ نہیں ہے۔ وہ طوفان کا حصہ ہے لیکن طوفان نہیں ہے اسی طرح قرآن کریم کے حق میں یہ تبدیلی اپنی جگہ ایک صداقت ہے اور دنیا میں جو ایک انقلاب عظیم بپا ہو رہا ہے یہ اس کا ایک اہم حصہ ہے

قرآن کریم کی تفسیر و اشاعت پر ایک لمبا زمانہ گزر گیا۔ اس عرصہ میں ہم نے قرآن کریم میں اتنی دلچسپی پیدا کر دی کہ اگر ترجمہ متن کے پیچھے چلے تو یہ اس کی اشاعت میں روک نہیں بنے گا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی زیرِ نگرانی تیار ہو۔۔۔ والا وہ

انگریزی ترجمہ

جس کے متعلق میں نے بتایا ہے کہ وہ ضائع ہو گیا تھا وہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنا کر کے شائع کیا تھا۔ میرے خیال میں ۱۹۵۵ء تک اس انگریزی ترجمہ کے چالیس پچاس ہزار نسخے شائع ہو سکے۔ ان کے اعداد و شمار اکٹھے کروا رہا ہوں۔ خود ہمارا جو پہلا ترجمہ تھا وہ بھی چند ہزار کی تعداد میں چھپا تھا اس سے زیادہ نہیں چھپ سکا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ جو چوٹی کے پڑھے لکھے لوگ تھے ہم صرف ان تک انگریزی اور چند دوسری زبانوں میں ترجمہ قرآن کریم پہنچا سکے۔

اب پہلی دفعہ میں نے حالات کو دیکھ کر ترجمہ کی طرز میں تبدیلی کی۔ چنانچہ اب قرآن کریم کا ترجمہ متن کے پیچھے چل رہا ہے۔ یعنی سورۃ الحمد پہلے صفحہ پر ہے آخری صفحے پر نہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ابھی اس کی پہلے کی طرح تو اشاعت نہیں ہوئی۔ اس پر کچھ وقت لگے گا۔

قرآنِ کریم کے ہزاروں نسخے

سمندروں کی لہروں پر "تیرتے" ہیں کر رہے ہیں اور ابھی تک منزلِ مقصود تک نہیں پہنچے۔ تاہم پچھلے تین چار مہینوں میں چالیس ہزار سے زیادہ تعداد میں بک چکے ہیں۔

تاہم یہ تو میرا ایک جائزہ تھا۔ ایک ایسسمنٹ Assessment تھی۔ ایک خیال تھا کہ ہم نے یہ انقلاب پیدا کر دیا۔ اور قرآن کریم سے اتنی دلچسپی پیدا ہو چکی ہے کہ اگر ہم دائیں سے بائیں انگریزی چھاپنا شروع کر دیں گے تو ان کو اس کا کوئی احساس نہیں ہو گا چنانچہ افریقہ میں ہم نے جو نسخے بھیجے تھے وہ پڑھے لکھے افریقنوں نے زبردستی چھین لئے کچھ قرآن کریم کے انگریزی ترجمے کے نسخے یورپ میں بھیجے تھے

جرمنی کے نو مسلم احمدیوں

میں سے بعض کے تبصرے خطاً آئے ہیں کہ ہم نے کیا تصور کیا ہے۔ آپ نے حمائل سائز میں انگریزی ترجمہ شائع کر دیا ہے مگر جرمن ترجمہ قرآن کریم ابھی تک شائع نہیں کیا۔ ان کے خطوط سے علاوہ اور چیزوں کے میں نے یہی نتیجہ نکالا کہ ان کو یہ احساس ہی نہیں ہوا کہ ترجمہ کی طرز میں کیا تبدیلی ہو گئی ہے۔ بعض لوگوں کو میں خود بتاتا ہوں کہ دیکھو یہ انقلاب رونما ہو چکا ہے چند دن ہوئے ایک بڑے افسر ملنے آئے ہوئے تھے۔ میں نے ان کو انگریزی ترجمہ قرآن کریم دکھایا تو میں نے جیسا کہ میری عادت ہے اور ہر عقلمند احمدی کی ہونی چاہیئے۔ ہم کوئی بات دعوے کے ساتھ پورے علم کے بغیر نہیں کر سکتے۔ میں نے انہیں بڑے محتاط الفاظ میں بتایا کہ میرے علم میں پہلی دفعہ یہ واقع ہوا ہے کہ قرآن کریم کا ترجمہ کرتے وقت ترجمے نے متن کو

[illegible] کے علم میں ہی نہیں بلکہ حقیقت یہی ہے کہ یہ پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے۔ میں نے کہا میرے علم میں نہیں ممکن ہے کہیں سے کوئی ترجمہ نکل آئے اس لئے ہم حتمی طور پر نہیں کہہ سکتے۔ لیکن اگر ہے بھی تو وہ بہت تھوڑا ہو گا۔

پس جہاں تک

قرآنِ کریم کی اشاعت

کا تعلق ہے ایک انقلاب آ گیا ہے۔ گو اس انقلاب کی اس وقت ہمیں ایک موج نظر آتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایک انقلاب پیدا ہو رہا ہے دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے ہمارا اپنا پریس جلدی لگ جائے۔ چونکہ ملک میں ایک سیاسی ہنگامہ اور انتشار پیدا ہوا اور پھر اس کو درست کرنے کے لئے ایک حکومت قائم ہوئی جو حالات کو معمول پر لانے کی کوشش کر رہی ہے اور اس پر کچھ وقت لگے گا۔ ورنہ ہمارے پریس کے لئے باہر سے مشینیں منگوانے کا کیس تقریباً تیار تھا۔ اس روک کی وجہ سے کچھ دیر ہمیں اور انتظار کرنا پڑے گا۔ لیکن میں آپ کو یہ بتا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے راستے میں مستقل روکیں پیدا نہیں ہوا کرتیں۔

چنانچہ میں پریس کے بارے میں پریشان تھا اور دعائیں کر رہا تھا تو

اللہ تعالیٰ نے ایک اور راستہ بنا دیا

یہ اللہ تعالیٰ کے کام ہیں وہ خود ہی راہیں کھول دیتا ہے۔ دو چار مہینے یا سال کی تاخیر ہو جانے سے کیا فرق پڑتا ہے۔

ملک غلام فرید صاحب نے چھوٹے نوٹوں کے ساتھ قرآن کریم کا جو ترجمہ شائع کیا ہے اس کی طباعت پر پاکستان کے ایک پبلشر نے چار سال لئے ہیں۔ میں نے تحریکِ جدید سے کہا کہ فرانسیسی ترجمہ یہاں بالکل نہیں چھپوانا اور نہ باہر سے چھپوانا ہے۔ کیونکہ اگر اس کے چھپنے پر چار سال ہی لگنے ہیں تو ہم تین سال تک اپنے پریس کا انتظار کر سکتے ہیں۔ اپنے پریس میں انشاء اللہ تین مہینے میں چھپ جائے گا۔ اور اس طرح تین سال انتظار کرنے کے بعد نو مہینے پھر بھی بچ جائیں گے۔ اس واسطے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ کام اپنے وقت پر

انشاء اللہ مکمل ہو جائے گا

میں نے بعض بنیادی باتیں بطور تمہید کے بیان کی ہیں۔ قرآن کریم کی اشاعت کے سلسلہ میں مجھ پر اور آپ پر ایک ذمہ داری عاید ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم نے اس ذہنی کیفیت کو بدلنا ہے جو

قَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (الفرقان)

میں بیان کی گئی ہے۔ غرض قرآن کریم کو مہجور و متروک سمجھنے کی اس ذہنی کیفیت کو بدلنے کی ذمہ داری جماعت احمدیہ پر ڈالی گئی ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اسلام کی نشأۃ اولیٰ تکمیل ہدایت کا زمانہ تھا اور

نشأۃ ثانیہ میں تکمیل اشاعت ہدایت مقدر ہے

بعض لوگ خواہ مخواہ آنکھیں بند کر کے ہم پر اعتراض کر دیتے ہیں حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام فنا فی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کسی شخص نے اپنے نفس کو اس طرح فنا نہیں کیا جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے نفس کو فنا کیا۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے زمانہ میں تکمیل اشاعتِ ہدایت ہوگی۔ کیونکہ ہدایت تو

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ
وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ
لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

کی رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مکمل ہو گئی تھی۔ اور اس وقت کی معروف دنیا میں اسلام غالب بھی آ گیا تھا۔ وہ معروف دنیا میں تو غالب آ گیا لیکن اس وقت کی معروف

دُنیا بہت چھوٹی تھی

بعض علاقے غیر آباد پڑے ہوئے تھے مثلاً جزائر میں آبادی نہیں تھی۔ آسٹریلیا میں آبادی نہ ہونے کے برابر تھی۔

بہرحال چودہ سو سال میں دنیا کی آبادی بہت بڑھ گئی ہے۔ افریقنوں نے پچاس پچاس بیویاں رکھ لیں۔ اسلام لانے سے پہلے اور اب اسلام میں بھی۔ وہاں ایسا ہی چلتا ہے۔ کیونکہ ان کی زیادہ تربیت نہیں ہو سکی۔ وہاں کی ہماری ایک جماعت کے پریذیڈنٹ صاحب مسلمانوں سے احمدی ہوئے ہیں۔ قبولِ احمدیت سے پہلے انہوں نے اتنی بیویاں کیں اور اتنے بچے پیدا کئے کہ انہیں یہ یاد ہی نہیں کہ کون میرا بچہ ہے۔ ویسے وہ ہیں بڑے امیر آدمی۔ ان کے متعلق یہ لطیفہ بیان ہوتا ہے (اور لوگ ان سے مذاق کرتے ہیں) کہ ایک نوجوان آ جاتا ہے اور کہتا ہے میں تھرڈ ایئر میں داخل ہوں۔ اور میں آپ کا بیٹا ہوں۔ آپ میرا خرچ برداشت کریں وہ چپ کر کے جیب سے پیسے نکال کر اسے دے دیتے ہیں۔ انہیں یہ بالکل پتہ نہیں ہوتا کہ وہ سچ بول رہا ہے یا جھوٹ بول رہا ہے۔ اسلام نے بھی چار شادیوں کی اجازت دی تھی مگر شرائط کے ساتھ۔ اور

ویسے دنیا میں جائز و ناجائز طریقوں سے انسانوں نے بچے پیدا کئے۔ چنانچہ آج کل اخباروں میں عموماً آتا رہتا ہے کہ بیسویں صدی کے آخر میں دنیا کی اتنی آبادی بڑھ جائے گی

پس پچھلے چودہ سو سال میں دنیا بہت بڑھ گئی۔ دنیا بہت پھیل گئی۔ غیر آباد علاقے آباد ہو گئے۔ نئے سے نئے ملک اُبھرے آپس میں ملاپ کی راہیں کھل گئیں۔ پھر ایک خاندان بننے کا وقت آ گیا۔ اب

دُنیا کو ایک خاندان بنانا

آپ کا کام ہے۔ تکمیل اشاعتِ قرآن آپ کا کام ہے۔ میرے دل میں یہ شدید خواہش ہے کہ اگلے پانچ سال میں قرآن کریم کی کم از کم دس لاکھ کاپیاں دس لاکھ افراد کے پاس، یا یوں کہنا چاہیئے کہ دس لاکھ گھروں میں پہنچ جانی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا۔ میں نے یہ کام کروا دیا ہے۔ میں خود حیران ہوں۔ میرا زمانہ خلافت ابھی تھوڑا ہے۔ پانچ چھ سال کے اس تھوڑے سے عرصہ میں

قرآن کریم کی ایک لاکھ کاپیاں

چھپ چکی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ میں سے کسی دوست کے ذہن میں یہ بات نہیں آئی ہوگی کہ کتنا بڑا انقلاب آ گیا ہے

میں نے آپ سے یہ بات کہی تھی لیکن آپ لوگ میرے ساتھ کما حقہٗ تعاون نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ مجھ پر بھی اور آپ پر بھی فضل فرمائے ہم نے امرائے ضلع کو ایک آسان سکیم بنا کر دی تھی کہ ہر تحصیل اشاعتِ قرآن کے لئے دو ہزار روپے جمع کرے۔ بعض تحصیلوں کے لئے تو یہ بالکل معمولی بات ہے۔ مثلاً تحصیل لاہور میں سے ایک آدمی بھی دو ہزار دے سکتا ہے وہ اگر ہمت کریں تو اس سے زیادہ جمع کر سکتے ہیں بعض تحصیلوں میں ہمارے احمدی دوست اتنے تھوڑے ہیں کہ ان تحصیلوں میں دو ہزار روپیہ اکٹھا کرنا بظاہر مشکل ہے تاہم یہ

ایک عام پروگرام

بنایا گیا ہے۔ تکلیف ما لا یطاق کے بغیر جو کام ہم کر سکتے ہیں وہ ہمیں کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر ہم اوسطاً فی تحصیل دو ہزار روپیہ بطور سرمایہ اشاعتِ قرآن کے لئے جمع کریں تو مغربی پاکستان کی کل ۱۵۲ تحصیلیں ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ۳ لاکھ ۴ ہزار روپے جمع ہو سکتے ہیں میں نے امرائے ضلع کو کہا تھا کہ یہ اپنا سرمایہ رکھو اور اس سے حمائل سائز میں سادہ اور اردو ترجمہ والا قرآن کریم خرید کر فروخت کرو۔ ہم نے یہ قرآن کریم مارکیٹ میں اتنا سستا

دے دیا ہے کہ بعض لوگ مانتے نہیں حتیٰ کہ بعض احمدیوں کو بھی شاید شک ہو گا کہ اپنی طرف سے ڈالا ہے۔ حالانکہ ہم اسے اصل لاگت پر دے رہے ہیں۔ اس کا اصل خرچ چھ روپے فی کاپی ہے۔ گو بعض ملکوں میں اس سے بھی کم قیمت پر دے رہے ہیں۔ اور بعض ملکوں میں اس سے زیادہ قیمت پر بھی دے رہے ہیں تاکہ اسے سمویا جائے اور ہماری اپنی اصل قیمت واپس ہو جائے۔

اُمّتِ محمدیہ میں

دراصل قرآنِ کریم کی اشاعت دو رنگ میں کی گئی ہے۔ ایک اس کو تجارت کا مال بنا کر منڈی میں پھینکا گیا۔ اور اس سے مادی فائدہ اٹھایا گیا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے تاجر نہیں بنایا مجھے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نائب بنایا ہے۔ اس لئے میں نے تجارت نہیں کرنی۔

تفسیرِ صغیر کی طرز پر اردو ترجمہ قرآن کریم بھی چھپ چکا ہے بعض دوستوں نے دیکھا بھی ہوگا یہاں بھی کچھ کاپیاں پڑی ہوئی ہیں۔ شروع میں جب دفتر والوں نے مجھے تین کاپیاں لا کر دیں کہ میں دیکھ لوں تو میرے خاندان کے افراد جو مجھے ملنے کے لئے شام کو آ جاتے ہیں ان کو دکھایا تو سب نے بڑا پسند کیا۔ میں نے کہا مجھے بڑا افسوس ہے اس کی قیمت میں چھ روپے نہیں رکھ سکتا کیونکہ اس پر خرچ چھ روپے سے کچھ زیادہ ہو گیا ہے۔ اور کچھ لوگوں کو ہم مفت بھی دے دیتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے اس سلسلہ میں کام کرنے والوں نے

رضاکارانہ طور پر کام کیا

ہم نے تنخواہ دار آدمی نہیں رکھے ہوئے۔ اگر اس کی قیمت میں تھوڑا سا اضافہ کر دیا جائے تو پھر بھی اصل خرچ کے اندر ہی رہتا ہے۔ میں نے کہا میں اس کی قیمت سات روپے رکھنا چاہتا ہوں۔ اس پر ہمارے گھر سے ایک عزیز کہنے لگے کہ یہ تو بہت کم قیمت ہے۔ اس کی قیمت کم از کم دس بارہ روپے ہونی چاہیئے۔ میں نے کہا میں اتنی زیادہ قیمت کیوں رکھوں۔ میں کوئی تاجر تو نہیں۔ میری تو یہ خواہش ہے کہ قرآن کریم ہر آدمی کے ہاتھ میں پہنچا دیا جائے۔ اور یہ خواہش تبھی پوری ہو سکتی ہے جب ہم دنیا کی تجارت نہ کریں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے تجارت کریں۔ یہ تجارت تو ہے اس لئے کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

میرے ساتھ تجارت کرو۔ چنانچہ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اے ہمارے پیارے رب! ہم تیرے ساتھ تجارت کریں گے

پس اگر دوست اس سلسلہ میں کوشش کریں تو

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ

کی رو سے تمہیں انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی بڑی برکت ملے گی۔

ابوظہبی وغیرہ عرب ریاستیں جو پٹرولیم کی وجہ سے بہت اہمیت رکھتی ہیں وہاں بھی خدا کے فضل سے احمدی دوست کام کرتے ہیں۔ وہاں سے پچھلے سال مجھے کئی دوستوں کے خط آئے کہ پنجاب کے جو علماء وہاں گئے ہوئے ہیں انہوں نے ہمارے خلاف ایک ہی بڑی زبردست دلیل دی ہے کہ احمدیوں کا قرآن اور ہے۔ اس لئے ہمیں

ربوہ کا چھپا ہُوا قرآن کریم

بھیج دیں تاکہ ہم ان کو دکھا سکیں کہ ہمارا قرآن اور نہیں ہے بلکہ وہی قرآن ہے جو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ اس وقت تو یہ قرآن کریم ابھی چھپے نہیں تھے۔ اب چھپ گئے ہیں۔ ایک دوست وہاں سے آئے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے کہا تم جتنے لے جا سکتے ہو لے جاؤ۔ اور ان کو بتاؤ کہ قرآنِ عظیم جو اللہ کی کتاب ہے نہ ہماری نہ تمہاری۔ اور اللہ کی یہ عظیم کتاب ایک ہی ہے اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ غرض ربوہ کا چھپا ہوا قرآن ہو تو ہر جگہ کے احمدی ایسے اعتراض کرنے والے لوگوں سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ بتاؤ کون سی آیت نئی ڈالی ہے۔ اور کونسی نکالی گئی ہے۔ یہ تو وہی قرآن کریم ہے جو

اپنی تمام برکتوں کے ساتھ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔

پس ہم نے اس کی تجارت اللہ تعالیٰ سے کرنی ہے۔ ہم نے پانچ دس فیصدی نفع نہیں لینا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرے ساتھ تجارت کرے گا اسے دس گنا دوں گا۔ اور اگر چاہوں تو اس سے بھی زیادہ دوں گا۔ اس لئے ہم نے یہ دعا کرنی ہے کہ اے ہمارے خدا! ہمارے لئے یہ پسند فرما اور توفیق دے کہ ہم اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کریں اور زیادہ سے زیادہ ثواب اور اجر کے مستحق ٹھہریں۔

اس وقت آپ دوست جو میرے سامنے بیٹھے ہیں جن میں کچھ دوست باہر سے بھی آئے ہوئے ہیں جہاں جہاں سے بھی آپ کا تعلق ہے وہاں قرآنِ کریم کی اشاعت کریں۔ جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے ہر تحصیل اگر

دو ہزار روپے کا سرمایہ

امرائے ضلع کے پاس جمع کرے تو میں نے پوری سکیم بتائی تھی کہ دو ہزار روپے فی تحصیل جمع کر کے اس سے قرآن کریم خرید لو۔ اور کوشش یہ کرو کہ پوری قیمت یعنی چھ روپے جو اصل لاگت ہے اس پر فروخت کرو۔ اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو ایک دو روپے رعایت دے کر بھی

قرآن کریم کو ہر آدمی کے ہاتھ میں پہنچانے کی کوشش کریں۔ یہ رعایت ہمیں اس لئے بھی دینی پڑتی ہے کہ رسولؐ نے فرمایا تھا

یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا

یہ ایک حقیقت ہے

کہ قرآن کریم اس وقت متروک و مہجور ہے۔ ایک شخص جو مسلمان کہلاتا ہے وہ ایک نام کی عارضی اور مصنوعی اور بے معنی لذت حاصل کرنے کے لئے تین روپے خرچ کرتا ہے اور اپنے بیوی بچوں کو سینما دکھانے چلا جاتا ہے مگر چھ آنے روپے قرآن کریم اور اس کے ترجمے کے لئے خرچ نہیں کرتا جو اس کے لئے ساری عمر برکت کا موجب ہے پس یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ایک صداقت ہے جسے دنیا جھٹلا نہیں سکتی۔ لوگوں کا عمل بتا رہا ہے کہ یہ ایک حقیقت ہے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مجھے اور آپ کو خدا تعالیٰ نے اس لئے پیدا کیا ہے کہ

قرآن کریم کی عظمت کو دوبارہ قائم کیا جائے

اس لئے اب قرآن کریم مہجور نہیں رہے گا۔ بلکہ یہ ہماری ہی نہیں ہر انسان کی روح کا سرور ذہنوں کا نور اور سینوں کی ٹھنڈک بن جائے گا۔ انشاء اللہ

ایک سادہ بغیر ترجمہ کے قرآن ہے یہ ہمارے اطفال الاحمدیہ یعنی چھوٹے بچوں کے لئے ہے۔ وہ اس سے ناظرہ قرآن پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔ یہ سادہ قرآن کریم ایک لاکھ سے زیادہ لگنا چاہیئے کسی اور کے چھپوائے ہوئے قرآن کریم سے ہم نے مقابلہ نہیں کیا ہوا ہم اپنے اس سادہ قرآن کریم کو اس لئے ترجیح دیتے ہیں کہ ہمارے بچے یسرنا القرآن سے قرآن کریم سیکھتے ہیں اور یہ حمائل سائز سادہ قرآن کریم' قاعدہ یسرنا القرآن کے رسم الخط پر شائع کیا گیا ہے۔ اس سے بچوں کو سہولت رہتی ہے اور آسانی سے

قرآن کریم کی طرف

ان کی علمی جدوجہد منتقل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ شروع میں جب اس رسم الخط پر حمائل سائز میں قرآن کریم چھپ کر آیا تو مجھے فکر تھی کہ چھوٹا سائز ہونے کی وجہ سے بچے شاید اس کو پڑھ نہ سکیں۔ میں نے اپنے گھر میں اپنی ہمشیرگان سے کہا کہ جو بچے گھروں میں قاعدہ یسرنا القرآن پڑھتے ہیں اور ان کی پڑھائی قرآن کریم کی طرف منتقل ہونے والی ہے ان کو حمائل سائز میں یہ قرآن کریم پڑھا کر دیکھیں وہ اٹکیں گے تو نہیں؟ لیکن مجھے کسی کی طرف سے یہ رپورٹ نہیں ملی کہ اسے پڑھتے وقت کوئی بچہ اٹکا ہو۔ سب نے یہی کہا کہ قاعدہ یسرنا القرآن کی وجہ سے بچے اس قرآن کریم

کو آسانی کے ساتھ پڑھ لیتے ہیں

پس ایک لاکھ سے زیادہ تو ہمیں یہی سادہ قرآن کریم پھیلا دینا چاہیئے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے تنگ کریں اور کہیں کہ شائع کرنے والے سستی کیوں کرتے ہیں۔ ہماری ضرورت کیوں پوری نہیں ہوتی۔

بہرحال میری سکیم یہ تھی کہ دو ہزار روپے کی تحصیل جمع ہوں اور یہ ان کا سرمایہ ہوگا اور اس میں سے اگر کچھ کم ہو جائے تو اتنا ہر سال پورا کر لیا جائے۔ مثلاً اگر آپ نے سو آدمیوں کو چھ روپے کی بجائے پانچ روپے میں قرآن دئے تو اس طرح سو روپیہ آپ کے

اصل سرمایہ میں سے

کم ہو جائے گا۔ اگلے سال اس کو آپ نے پورا کرنا ہے۔ دو ہزار روپے نہیں جمع کرنے۔ ایک سو روپے مزید جمع کر کے دو ہزار روپے کے اصل سرمایہ کو برقرار رکھنا ہے۔ ایک سال میں دو ہزار کیا۔ اس کو چکر دے کر اس سے زیادہ بھی اشاعت ہو سکتی ہے۔ مثلاً اصل سرمایہ سے آپ نے جو قرآن کریم خریدے ہیں ان کو بیچیں۔ پھر منگوائیں اور اس طرح فروخت کرتے چلے جائیں۔ اگر کسی دوست کو مفت دینا چاہیں تو بجائے اشاعت قرآن کے اس اجتماعی فنڈ سے دینے کے اپنے پاس سے ساری یا آدھی قیمت دے دیں۔

غرض یہ سادہ قرآن کریم ہے جو بچوں کے لئے ہے۔ پھر اردو ترجمہ ہے۔ ایک حصہ انگریزی پڑھنے والوں کا ہے۔ ان ہر سہ قسم کے

قرآن کریم کی کئی لاکھ کی مانگ

نہ صرف پاکستان میں ہے۔ ویسے جو دعاؤں کے محتاج ہماری کوششوں کے حصے ہیں ان میں سے ایک وہ ہے جو امریکہ میں کوشش ہو رہی ہے۔ خدا کرے کہ وہ ہمیں قرآن کریم کا بڑا آرڈر دیں، جو کم از کم ایک لاکھ کاپی کا ہو۔ امریکہ تجارتی لحاظ سے بڑا منظم اور امیر ملک ہے اس واسطے امریکن دوستوں نے مجھے کہا کہ انگریزی ترجمہ قرآن کی قیمت وہ نہ رکھیں جو پاکستان میں رکھی ہے ورنہ امریکن لوگ سمجھیں گے کہ یہ چیز اتنی سستی مل رہی ہے اس لئے یہ کوئی قیمتی اور اچھی چیز نہیں ہے۔ چنانچہ ایک دوست نے کہا کہ اس کی قیمت کم از کم دس ڈالر رکھیں (آج کل کے نرخ کے مطابق دس ڈالروں کے ۱۱۰ روپے بنتے ہیں۔) میں نے کہا نہیں۔ تو پھر وہ کہنے لگا پانچ ڈالر رکھ لیں۔ اب مجھے یاد نہیں رہا کہ اس کی کتنی قیمت مقرر ہوئی ہے لیکن

زاید قیمت کا فیصلہ

ہمیں دو وجہ سے کرنا پڑا۔ ایک اس لئے کہ ہم امریکہ سے کمانا چاہتے ہیں اور کمانا اس لئے چاہتے ہیں کہ اس سے نفع حاصل کر کے مفت دینا چاہتا ہوں

نے کمانا چاہتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس کی تجارت بڑھا سکوں۔ دوسرے اس لئے بھی قیمت بڑھانی پڑی کہ جس امریکی فرم سے ہماری خط و کتابت ہو رہی تھی (گو وہ اتنی اچھی ثابت نہیں ہوئی تاہم) اس نے ہمیں کہا کہ ہم ساٹھ فیصد کمیشن لیں گے۔ اس لئے آپ جو بھی قیمت رکھنا چاہتے ہیں اس میں یہ کمیشن اور امریکہ تک پہنچنے کا کرایہ جمع کر دیں وہ آگے چالیس فیصد رعایت پردہ کانداروں کو ریٹیل Retail پر دیتے ہیں۔ غرض انہوں نے کہا کہ ہم قیمت میں اس اضافے کے ساتھ لیں گے اور ہم خود ہی اشتہار وغیرہ دے کر فروخت کریں گے۔ دوست دعا کریں۔ اگر میں اس طرح ایک لاکھ کاپی امریکہ میں بھجوا سکوں تو ایک لاکھ نسخے مفت افریقہ میں دے سکتا ہوں۔ ہم اس کے نفع سے

مزید قرآن کریم شائع کر کے افریقہ میں مفت

تقسیم کریں گے۔ کیونکہ افریقہ اس کا مستحق ہے۔ بعض دفعہ مجھے ان پر بڑا رشک آتا ہے۔ ان میں سے آٹھویں دسویں گیارہویں بارھویں میں پڑھنے والے بچے کیا اور نوجوان کیا' سبھی کے دل میں قرآن کریم اور عربی زبان سے بڑی محبت ہے۔ وہ مجھے یہاں خط لکھتے رہتے ہیں کہ آپ ہمیں قرآن کریم باترجمہ بھیج دیں۔ یہ ان کے اسی جذبے کا اظہار ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے اگر یہاں جماعت احمدیہ کے مبلغ انچارج کو کہا (وہ طلبا ء سارے احمدی نہیں ہوتے) تو یہ دیر کر دے گا یا سستی کر دے گا۔ اس واسطے ہم براہ راست کیوں نہ لکھ دیں۔ پھر میں ان کے خطوط اپنے مبلغین کو بھجوا دیتا ہوں کہ ان کیلئے قرآن کریم کا انتظام کر دو۔

غرض اگر ہم ہر پڑھے لکھے افریقن کے ہاتھ میں اپنے انگریزی ترجمہ والا قرآن کریم دے دیں تو اس

افریقن کے پاس جا کر

کوئی مولوی صاحب یہ نہیں کہیں گے کہ احمدیوں کا قرآن اور ہوتا ہے اور ہمارا قرآن اور۔ کیونکہ اگر وہ ایسا کہیں گے تو وہ اپنی جیب سے نکال کر دکھا دیں گے کہ بتاؤ کہاں اختلاف ہے۔

اسی طرح میں یہ چاہتا ہوں اور میرے چاہنے سے مراد میری خواہش ہے۔ باقی خواہشات کو پورا کرنا یا کب پورا کرنا یہ تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ ہمارا کام صرف نیک خواہش پیدا کر کے اس کے پورا ہونے کے لئے دعائیں کرنا ہے۔ یہ میری اور آپ کی ذمہ داری ہے۔ اور اس کے لئے جہاں تک ہماری طاقت ہے کوشش کرنا ہے۔ ہمارا اصل مقصد یہ ہے۔ کہ پاکستان کے ہر گھر میں (ہر فرد کے لئے میں نہیں کہہ رہا) ہمارا چھپا ہوا قرآن کریم اور اس کا ترجمہ پہنچ جائے۔ یہ کام وقت لے گا۔ یہ کام ہیں چاہتا ہے

اس لئے سر دست ہمارا پہلا کام یہ ہے کہ پاکستان کے ہر گاؤں میں ہمارا ایک قرآن کریم سادہ اور ایک اردو ترجمہ والا ضرور پہنچ جائے۔ مجھے صحیح یاد نہیں رہا کہ پاکستان میں کل کتنے گاؤں ہیں۔ جب بی ڈی کے کام ہوا کرتے تھے اس وقت میں نے تعداد نکالی تھی۔ اب یاد نہیں رہی۔ کہیں سے پتہ لگ جائے گا۔ اس کام کے لئے بھی

محنت کرنی پڑے گی

جب ہر تحصیل میری سکیم کے مطابق کام کرے گی تو بہت ساری چیزیں ان کے سامنے ایسی بھی آئیں گی جن کو میں بیان کرنا مناسب نہیں سمجھتا ان کو خود ہی سمجھ آ جائے گی۔ بہرحال ہر تحصیل کے احمدیوں کو چاہیئے کہ وہ پندرہ دن میں دو ہزار روپے جمع کریں۔ دو ہزار میں سے فرض کریں سو کے قرآن کریم دے دیتے ہیں تو [illegible] آپ کو واپس آ گئی اس کے آپ اور قرآن [illegible] منگوا لیں۔ آپ نے دو ہزار سے نیچے نہیں جانا۔ دو ہزار روپے گویا آپ کا ریزرو ہے۔

ضمناً میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ مثلاً

نصرت جہاں آگے بڑھو

کی سکیم کے ماتحت جو کام ہو رہے ہیں اس سلسلہ میں مجھے ایک دن خیال آیا کہ ایک خاص رقم سے نہ یہاں کا ہمارا فنڈ نیچے جا رہا ہے اور نہ غیر ملکی فنڈ سے نیچے جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ کوئی منصوبہ نہیں تھا کہ اس سے نیچے نہ جائے۔ چونکہ میرے پاس ہر ہفتے رپورٹیں آتی ہیں۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ یہ فنڈ ایک خاص رقم سے نیچے نہیں جا رہا۔ میں نے سوچا کہ اس فنڈ کو خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کے لئے ریزرو بنا دیا ہے اور اسی طرح پاکستان میں دس لاکھ روپے ریزرو رہیں گے پچھلے ایک مہینے میں نوے ہزار اور ایک لاکھ کے درمیان خرچ کرنا پڑا اور جب آخری رپورٹ میرے سامنے آئی تو دس لاکھ اور چند ہزار کے قریب رقم باقی تھی۔ اسی طرح ہماری بیس ہزار پونڈ کی رقم غیر ملکوں میں ریزرو ہے جو وہاں کے باشندوں نے جمع کی ہے حالانکہ وہاں سے ایک ایک وقت میں پانچ پانچ ہزار پونڈ افریقہ میں بھجوائے جا چکے ہیں۔

ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے ساری دنیا میں

پھیلی ہوئی ہے۔ ہر ایک جماعت نے نصرت جہاں ریزرو فنڈ میں حصہ لیا ہے اس لئے ہماری کوشش یہ تھی کہ ساری رقمیں اکٹھی ہو جائیں تا کہ ان کے [illegible] کرنے میں مشکل پیش نہ آئے اور وقت ضائع کئے بغیر ان سے زیادہ اٹھایا جا سکے۔ چنانچہ میں نے یہ ہدایت کی کہ [illegible] فنڈ کا کچھ حصہ انگلستان میں اور کچھ حصہ [illegible] میں رکھ کر باقی سوئٹزرلینڈ میں رکھوا دیا جائے۔ چنانچہ

اس وقت ۱۳۱/۴ ہزار پونڈ سولس فرانک کی شکل میں ریزرو ہیں اور ۵ ہزار پونڈ انگلستان میں ریزرو تھا۔ وہاں سے کچھ رقم سوئٹزرلینڈ بھجوا دی گئی تھی باقی اور بھی ۳۳/۴ ہزار پونڈ کی رقمیں دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ تاہم

میں نے یہ دیکھا ہے

کہ اس سے پہلے بھی اور بعد میں بھی بیس ہزار پونڈ سے رقم نیچے نہیں گئی گویا یہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ریزرو قائم کر دیا ہے تاکہ ہم گھبرا نہ جائیں۔ میں توجو ضرورت ہوتی ہے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے راستے میں مالی قربانی کی شکل میں پیش کرو۔ میں اپنا کام تو نہیں کر رہا کہ مجھے فکر ہو۔ جس کا یہ کام ہے وہ آپ ہی ضرورت کو پوری کر دے گا۔

غرض دوست دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں توفیق عطا فرمائے اور ہم اگلے پانچ سال میں

قرآنِ کریم کے دس لاکھ نسخے

دنیا بھر میں پھیلا دیں۔ اس کارِ خیر میں حصّہ لینا ہم سب کے لئے موجبِ برکت ہوگا۔

دوست اپنے ایک مجاہد بھائی کے لئے بھی دعا کریں ڈاکٹر حسن پچھلے سال سیرالیون گئے تھے۔ ان کے متعلق پہلے بھی تار آئی تھی۔ آج پھر تار آئی ہے کہ ان کی حالت تسلی بخش نہیں۔ ان کے گردوں نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے اور اندیشہ یہ ہے کہ شاید گردے کے کسی پتھر نے راستہ بند کر دیا ہے جس کی وجہ سے "ٹاکسین" جمع ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو شافیٔ مطلق ہے وہ اپنے فضل سے ان کو صحت اور زندگی عطا فرمائے۔

پھر اپنے لئے بھی دعا کریں اور سب سے زیادہ تکمیلِ اشاعتِ قرآن کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کام میں کامیابی بخشے۔ آپ یاد رکھیں اس وقت ہمارے سامنے خالی اشاعتِ قرآن نہیں کہ آپ سمجھیں کہ ہم نے بھی تاج کمپنی کی طرح اشاعت کر دی اور کافی ہو گیا۔

تکمیلِ اشاعتِ ہدایت ہماری ذمہ داری ہے

صرف اشاعتِ ہدایت ہماری ذمہ داری نہیں اور اس تکمیل کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے ہر انسان کے ہاتھ میں قرآنِ کریم کی ہدایت پہنچانی ہے دوست دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہماری کمزوریوں کے باوجود، مال کی کمی کے باوجود اور اثر و رسوخ کی کمی کے باوجود اور اندرونی اور بیرونی فتنوں کے باوجود ہمیں اس کارِ خیر کی کما حقہٗ توفیق عطا فرمائے جہاں تک اندرونی فتنوں کا سوال ہے منافق بھی اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ لگایا ہوا ہے تاکہ ہم بیدار رہیں۔ شیطان نے بھی ایک بزرگ کو تہجد کے لئے اٹھایا تھا۔ پہلے دن سلائے رکھا۔ اور دوسرے دن خود اٹھایا۔ اس بزرگ نے کہا شیطان! تو مجھے اٹھانے کیسے آگیا؟ اس نے کہا کل تہجد نہ پڑھنے کے نتیجہ میں تمہاری روح میں جو اضطراری کیفیت پیدا ہوئی تھی اس کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں تہجد پڑھنے سے زیادہ ثواب دے دیا۔ اس لئے اس سے زاید ثواب سے محروم کرنے کے لئے میں نے یہی بہتر سمجھا کہ تمہیں تہجد کے لئے اٹھا دیا جائے۔

پس یہ منافق ہمارے ساتھ لگے ہوئے ہیں ان سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔

گھبرانا نہیں چاہیئے

وہ خود تو اپنے لئے جہنّم کے فرشتوں سے جہنّم کی سب سے نچلی جگہ (اسفل سافلین) کی تیاری کروا رہے ہیں لیکن ہمارے لئے وہ جنت کے دروازے کھول رہے ہیں۔ وہ تو بدقسمت ہیں خدا کرے کہ ان کی ریشہ دوانیوں کے نتیجہ میں ہم خوش قسمت بن جائیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور ان کے نباہنے کی مقدور بھر کوشش کریں

بہر حال اس وقت یہ تین نسخے قرآن کریم کے، ایک سادہ، دو مترجم اشاعت کے لئے موجود ہیں۔

(۱) سادہ قرآن کریم جو اپنوں اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے بچوں کو قرآن کریم سادہ یا ناظرہ پڑھنے کے لئے بہت اچھا ہے اور پھر خود بڑوں کے ہر وقت پڑھنے کے لئے بھی کام آسکتا ہے۔ اس کی قیمت چھ روپے ہے۔

(۲) اُردو ترجمہ قرآن کریم ہے۔ یہ

تفسیرِ صغیر والا با محاورہ ترجمہ

ہے۔ صرف نیچے نوٹ نہیں ہیں۔ کیونکہ میں نے اندازہ لگایا تھا کہ ان نوٹس کو پڑھنے والے صرف پانچ دس فیصدی دوست ہوتے ہیں جو ان تفسیری نوٹوں کو پڑھنے اور ان سے فائدہ اٹھانے کے قابل ہوتے ہیں۔ نوّے فی صدی دوست ان سے یا فائدہ اٹھا نہیں رہے یا اٹھا نہیں سکتے۔ ان کے لئے حمائل کی شکل میں ترجمہ قرآن کریم چھپوایا گیا ہے۔ خود ترجمہ بھی تفسیری ہے۔ اب تک جتنے غیر از جماعت دوستوں کے پاس یہ حمائل گئی ہے وہ اسے دیکھ کر حیران بھی ہوئے ہیں اور خوش بھی۔ یہاں تک کہ مطبع میں کام کرنے والے دوست کہنے لگے کہ ہم نے پہلی دفعہ یہ ترجمہ دیکھا ہے جس سے قرآنِ کریم کے معنے سمجھ آرہے ہیں۔

(۳) انگریزی ترجمہ قرآن کریم ہے یہ بھی ایک تو حمائل سائز میں ہے اور ایک پاکٹ سائز میں۔ اسے انگریزی دان طبقہ میں پہونچا دینا چاہیئے۔

غرض یہ قرآن کریم شائع ہو چکے ہیں۔ اب ان کی اشاعت کی ذمہ داری جماعت پر عاید ہوتی ہے۔ ہمارے ملک میں بھی تھوڑی یا بہت اشاعت ہو سکتی ہے۔ اپنا پریس لگ گیا تو بیرونی ملکوں کا شکوہ بھی دور کر لے گا۔ انشاء اللہ

جرمن اور ڈچ زبانوں میں بھی تراجم

کے نئے ایڈیشن شائع ہوں گے اور وہاں لاکھوں کی تعداد میں بھجوائے جائیں گے۔ آپ دعا کریں کہ اگلے پانچ سال میں امریکہ دس لاکھ قرآن کریم کا خریدار بن جائے۔ اور اس طرح ہم اس کی آمد سے مزید قرآن کریم شائع کر کے افریقہ میں مفت تقسیم کروا دیں پھر تو انشاء اللہ بہت کام ہو جائے گا۔ افریقہ کے بعض ملکوں میں فرانسیسی ترجمہ قرآن کریم کی بڑی مانگ ہے اس کے لئے بھی دوست دعا کریں کہ جلدی تیار ہو جائے

دوست یاد رکھیں

میں پھر دوہرا دیتا ہوں کہ آپ کی ذمہ داری اشاعتِ ہدایت نہیں بلکہ تکمیلِ اشاعتِ ہدایت ہے۔ اور یہ بڑی بھاری ذمہ داری ہے۔ اس کے لئے جہاں دوسری سکیموں پر آپ نے عمل کرنا ہے وہاں میری آپ کو یہ بھی ہدایت ہے کہ آپ میں سے ہر آدمی اپنے دوست بنائے۔ میرا یہ تجربہ ہے کہ جو آدمی آپ سے ایک دفعہ مل لیتا ہے وہ جب آپ سے دوبارہ ملے تو وہ بدلا ہوا انسان ہوتا ہے کیونکہ اس نے ہمارے خلاف بہت کچھ جھوٹ سنا ہوتا ہے لیکن جب وہ ہم سے ملتا ہے تو ہمارے ملنے میں ہمارے اخلاق میں اور ہماری ذہنیت میں اسے بالکل بر[illegible] چیزیں نظر آتی ہیں اس [illegible] پر اسے ایک اچھا خاصا شاق پہنچتا ہے۔ وہ بل جاتا ہے وہ کہتا ہے میں نے احمدیوں کے متعلق کیا سنا تھا اور اب دیکھ کیا رہا ہوں

پس اب جماعت کو چاہیئے کہ وہ غیر از جماعت دوستوں سے ملتے رہیں۔ اس میں

سستی نہ کریں

ہر سال [illegible] نئے دوست بنائیں اور ان کے ہاتھ میں قرآن کریم کی کاپیاں پکڑا دیں۔ اس وقت میرے سامنے ماشاءاللہ سینکڑوں دوست بیٹھے ہوئے ہیں اگر اس اصول پر عمل کریں تو دو چار ہزار تو یہی تقسیم کر سکتے ہیں۔

بعض دوستوں کے متعلق مجھے علم ہے

کہ وہ انشاءاللہ سو سو کاپیاں بھی تقسیم کرتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک سو کاپیاں تقسیم کر سکتا ہے تو پھر کئی بھی سو کر سکتا ہے۔ اگر نہیں کرتا تو یہ اس کی سستی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری سستیاں اپنے فضل سے دور کرے

میری صحت کے لئے

بھی دعا کریں۔ اور اس کام کے لئے بھی جو میری ذمہ داریاں ہیں وہ میں نباہ سکوں

آمین

"میرے ربِّ کریم کا تم پر سلام ہو"

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ

گزشتہ مالی سال میں نہایت نامساعد حالات میں بے انتہا مشکلات کے باوجود مخلصین جماعت کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے بیشی کے ساتھ صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ الحمد للہ۔ اس پر اظہارِ خوشنودی کرنے کے لئے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ رمئی ۱۹۷۲ء میں فرمایا:-

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ جماعت کو "میرے درختِ وجود کی شاخو" کہہ کر بڑے ہی پیار کا اظہار فرمایا ہے۔ میں بھی آج خدا کی حمد سے معمور ہوں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فقرے کو اپنی دعا کے فقرہ میں شامل کر کے یوں دعائیہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ

اے مسیحِ محمدی اور مہدیٔ معہود علیہ السلام کے درختِ وجود کی وہ شاخو!

جو ثمراتِ حسنہ سے لدی اور جھکی ہوئی ہو میرے ربِّ کریم کا تم پر سلام ہو"

مخلصین جماعت سے گزارش ہے کہ امسال بھی اسی عزم، اسی ہمت اور مستعدی سے کام لیتے ہوئے پہلے سے زیادہ محنت اور زیادہ کوشش اور زیادہ دعاؤں کے ساتھ صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ پورا کر کے اپنے پیارے امام کی اور زیادہ دعائیں لیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے مالا مال ہوں

دسمبر میں بجٹ کے مقابل پر وصولی کسی قدر کم ہوئی ہے۔ سیکرٹریان مال اور صدر صاحبان سے درخواست ہے کہ مقامی طور پر چندوں کا جائزہ لے کر اس مہینے پہلے سے زیادہ ہمت اور کوشش فرمائیں

اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو

ناظر بیت المال آمد قادیان

نتیجہ امتحان کتاب سیرتِ طیّبہ

مع ضمیمہ دُرِّ منثور ص۸۱ تا آخر

نظارتِ ہذا کی طرف سے ہر سال کتب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے امتحان کا انتظام کیا جاتا ہے گزشتہ سال حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تقریر سیرتِ طیّبہ مع ضمیمہ درِّ منثور کا امتحان ہوا جماعتہائے احمدیہ بھارت کے اڑہائی صد افراد شریک ہوئے۔ ذیل میں کامیاب ہونے والوں کے جماعت واری اسماء درج کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اس کامیابی کو ان سب کے لئے مبارک کرے اور آئندہ کامرانیوں کا پیش خیمہ بنائے۔

مرتب کردہ نتیجہ کے رو سے عزیز محمد حمید کوثر متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان نے ۸۲ نمبر حاصل کرکے اوّل، عزیزہ عائشہ صدیقہ قادیان نے ۸۰ اور سیدہ امتہ الباری صاحبہ حیدرآباد نے ۸۰ نمبر لے کر دوم، محترمہ صدیقہ اللہ دین صاحبہ سکندرآباد نے ۷۹ نمبر لے کر سوم اور سید طاہر احمد صاحب کلیم کٹک نے ۷۶ نمبر حاصل کرکے چہارم پوزیشن حاصل کی۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

قادیان

نام	نمبر حاصل کردہ
عزیز محمد مقبول صاحب	۵۲
لعل محمد صاحب	۵۸
احمد سعید صاحب	۳۸
سید صباح الدین صاحب	۳۴
شیخ محمد ایوب صاحب ساجد	۵۸
مکرم بھائی عبد الرحیم صاحب دیانت	۳۴
عزیز رفیق احمد صاحب	۴۲
مظفر احمد صاحب	۵۴
خورشید احمد صاحب	۳۳
محمد یوسف صاحب بٹ	۴۵
اصغر علی صاحب	۳۴
سید عارف احمد صاحب	۳۸
مکرم مرزا ظہیر الدین منور احمد صاحب	۵۷
عنایت اللہ صاحب	۴۵
محمد یوسف الدین منصور صاحب	۴۷
عزیز محمد حمید کوثر	۸۲
حمید احمد صاحب	۵۸
عبد المومن صاحب	۳۹
صاحبزادی امتہ الکریم کوکب صاحبہ	۷۵
صدیقہ اللہ دین صاحبہ	۷۹
عائشہ صدیقہ صاحبہ	۸۰
مبارکہ صاحبہ	۴۸
نصیرہ بیگم صاحبہ	۴۳
ساجدہ رحمٰن صاحبہ	۵۲
صبیحہ سلطانہ صاحبہ	۵۳
ظہیرہ بدر صاحبہ	۵۷
رفعت النساء صاحبہ	۵۱
نعیمہ بشریٰ صاحبہ	۵۱
فاطمۃ الزہراء صاحبہ	۴۸
ساجدہ ثریا صاحبہ	۵۲
بشریٰ صدیقہ صاحبہ	۴۵

نام	نمبر حاصل کردہ
بشریٰ صادقہ صاحبہ	۴۴
امتہ النصیر صاحبہ	۵۱
بشریٰ شہزادی صاحبہ	۵۴
سلیمہ بیگم صاحبہ	۴۳
ممتاز مسرت صاحبہ	۳۳
امتہ الحبیب صاحبہ	۴۱
بشریٰ بیگم صاحبہ	۵۳
صادقہ پروین صاحبہ	۳۳
امتہ النصیر بشریٰ صاحبہ	۴۷
جمیلہ سلطانہ صاحبہ	۴۹
امتہ الحفیظ صاحبہ	۴۸
ناصرہ بیگم صاحبہ	۵۳
نصرت بیگم صاحبہ	۴۴
امتہ اللطیف صاحبہ	۵۵
فرحت سلطانہ صاحبہ	۴۴

شورت۔ کشمیر

نام	نمبر حاصل کردہ
نذیر احمد صاحب عارف	۵۱
محمد عبد اللہ صاحب ڈار	۴۸
محمد عبد اللہ صاحب آہنگر	۴۱
عبد الرحیم صاحب شمس	۳۵

اسلام آباد۔ کشمیر

نام	نمبر حاصل کردہ
سید بشارت احمد صاحب بیجبہاڑہ	۳۳
عبد الماجد شاہ صاحب رضوی	۴۴
سیدہ ناظرہ پروین صاحبہ	۳۵
" صالحہ بیگم صاحبہ	۳۶

اندورہ۔ کشمیر

نام	نمبر حاصل کردہ
مکرم ماسٹر محمد ابراہیم خاں صاحب	۴۵
" محمد داؤد خاں صاحب	۴۸

عثمان آباد

نام	نمبر حاصل کردہ
مکرم عبد العظیم صاحب	۴۲
مکرمہ امتہ القدیر صاحبہ	۵۰
مکرم بشارت احمد صاحب	۴۲

یادگیر

نام	نمبر حاصل کردہ
محمد زکریا صاحب الّو	۵۲
عبد الستار صاحب فاروقی	۴۴
ریاض احمد صاحب شولاپور	۳۳
انیس احمد صاحب غوری	۴۳
ناصر احمد صاحب شحنہ	۳۶
عبد القدوس صاحب شحنہ	۴۷
محمد سلیم صاحب جینا	۴۸
سیٹھ محمد ادریس صاحب	۴۸
ظفر احمد صاحب شحنہ	۴۷
محمد خواجہ صاحب غوری	۵۱
عبد القیوم صاحب گلبرگہ	۳۲
محمود غوری صاحب	۴۸

حیدرآباد

نام	نمبر حاصل کردہ
امتہ القیوم صاحبہ	۵۲
رضیہ بیگم صاحبہ	۵۰
سیدہ امتہ الباری صاحبہ	۸۰
امتہ الحمید صاحبہ	۴۸
امتہ العزیز صاحبہ	۴۳
محمد عبد الباسط صاحب	۳۴
محمد شمس الدین صاحب	۵۰
یوسف حسین صاحب قائد	۴۵
احمد عبد الستار صاحب	۴۳
احمد عبد الحکیم صاحب	۵۱
احمد عبد الرشید صاحب	۵۳
احمد عبد الحمید صاحب	۵۴

سکندرآباد

نام	نمبر حاصل کردہ
سیٹھ یوسف احمد اللہ دین صاحب	۳۳
حافظ صالح محمد اللہ دین صاحب	۵۲
بشیر الدین اللہ دین صاحب	۵۸
محمد احمد صاحب	۵۳
کبریٰ بیگم صاحبہ	۳۸
حمیدہ بیگم صاحبہ	۳۵

یاڑی پورہ۔ کشمیر

نام	نمبر حاصل کردہ
میر عبد الرحمٰن صاحب	۴۹
احسان اللہ صاحب ٹاک	۳۴
میر صلاح الدین صاحب	۴۰
مظفر احمد صاحب ٹاک	۴۱
منشی شمس الدین صاحب	۳۳
نذیر احمد خاں صاحب	۵۰
محمود احمد صاحب جک ایرچھ	۴۹
میر عبد الرشید صاحب	۴۱

گلبرگہ

نام	نمبر حاصل کردہ
قریشی محمد عبد الرحمٰن صاحب	۴۸
فاطمہ بی بی صاحبہ	۴۵
محمد عبد الحکیم صاحب	۵۲
محمد غلام احمد صاحب	۳۹
عابدہ بیگم صاحبہ	۵۶
رحمت النساء صاحبہ	۴۹
مکرم غلام محی الدین صاحب	۳۸
غلام ناظم الدین صاحب	۴۵
غلام حمید الدین صاحب	۴۲
غلام نعیم الدین صاحب	۴۵
غلام شفیع الدین صاحب	۳۶
حفیظہ بیگم صاحبہ	۴۱
بشریٰ بیگم صاحبہ	۴۵
غلام رسول صاحب	۳۳
منیر الدین صاحب	۴۹
قریشی محمد عبد اللہ صاحب	۴۵
محمد امام صاحب غوری	۴۲
قریشی محمد یوسف صاحب	۴۸

برہ پورہ۔ بہار

نام	نمبر حاصل کردہ
محمد عبد الباقی صاحب	۵۳
سید فیروز الدین صاحب	۳۳
طلعت جہاں صاحبہ	۴۳
سید صدر الدین صاحب	۳۳
شمیم الدین صاحب	۴۱
محمد اظہر خاں صاحب	۳۳
محمد حسن خاں صاحب	۴۱
حسن محمد صاحب	۳۴
جواد حسین صاحب	۳۳
سید عبد التقی صاحب	۳۳

رشی نگر

نام	نمبر حاصل کردہ
مکرم ماسٹر عبد السلام صاحب لون	۴۲
" مبارک احمد صاحب بٹ	۴۷

آسنور

نام	نمبر حاصل کردہ
نعمت اللہ صاحب لون	۴۹
ماسٹر عبد الحکیم صاحب دانی	۵۹
عبد الستار صاحب پنڈت	۴۶
ملک عبد الکریم صاحب	۳۶

کیرنگ۔ اڑیسہ

نام	نمبر حاصل کردہ
مشتاق احمد صاحب	۵۶
امتہ الودود صاحبہ	۵۲
ظل الرحمٰن صاحب	۵۷
امتہ النصیر صاحبہ	۳۹
امتہ الرشید صاحبہ	۳۷
اہلیہ ظل الرحمٰن صاحبہ	۴۴
ضیاء الحق خاں صاحب	۵۰

سلامت اللہ خاں صاحب	۵۵
رحمت اللہ خاں صاحب	۴۰
امتہ السلام ثمر	۴۳
حنیف احمد خاں صاحب	۴۶
خلیل احمد خاں صاحب	۴۱
قاسم احمد خاں صاحب	۴۵
حمیدہ بیگم صاحبہ	۴۲
ہاجرہ بیگم صاحبہ	۴۴
عالم آرا بیگم صاحبہ	۴۷
منظور حسین صاحب بی ایس سی	۴۷
کوثر بیگم صاحبہ	۵۳
رحمت بشریٰ صاحبہ	۴۳
حفیظ احمد صاحب	۴۹
حذیفہ بیگم صاحبہ	۴۵
وکیل الرحمٰن صاحب	۴۲
زبیدہ بی بی صاحبہ	۴۶
عبدالحلیم خاں صاحب	۶۰
مفلح الدین خاں صاحب	۵۰
منور احمد خاں صاحب	۴۹
امتہ النساء صاحبہ	۳۹
سعید خاں صاحب	۴۲
انورہ بیگم صاحبہ	۴۰
مسعود خاں صاحب	۴۰
رحمت بیگم صاحبہ	۴۰
حدیثہ بیگم صاحبہ	۳۶
ودودہ بیگم صاحبہ	۵۰
محمد مظفر احمد صاحب	۴۳
امتہ القیوم صاحبہ	۴۰
بشیرہ بیگم صاحبہ	۴۹
نعیمہ بیگم صاحبہ	۴۵
مکرم حبیب الرحمٰن صاحب	۴۵
مکرمہ عطرت النساء صاحبہ	۴۵
" امتہ الرشید بیگم صاحبہ	۴۶
" نفرت جہاں بیگم صاحبہ	۳۴
" مغفورہ بیگم صاحبہ	۴۱

ہاری پاری گام

مکرم محمد یوسف صاحب شیخ	۳۸
" رفیق احمد صاحب بٹ	۳۳
" غلام حسین صاحب شیخ	۳۳
" محمد امین صاحب راتھر	۳۳
" غلام نبی صاحب راتھر	۳۵

سونگھڑہ

مکرم شیخ صادق علی صاحب	۴۰
" میر عبدالرحیم صاحب	۴۶
" ابستان احمد صاحب	۳۴
مکرمہ زکیہ پروین صاحبہ	۴۳
مکرم نورالدین خاں صاحب	۳۵
سید صفی الباری صاحب	۴۸

شیموگہ

مکرم ایس کے اختر حسین صاحب	۵۲
" خضر محمود صاحب	۴۸
" مولوی فیض احمد صاحب	۴۳

بمبئی

مکرم رفیق احمد صاحب ایتنی	۳۵
" عبدالسلام صاحب	۵۲
" ناصر احمد خاں صاحب	۳۸
" مفضل احمد صاحب	۴۹
" یونس پرویز صاحب	۶۸
" عبدالشکور صاحب ہیرکر	۵۱
مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ ایتنی	۴۲

کنی پورہ کشمیر

مکرم بشیر احمد صاحب لون	۴۲
" مبارک احمد صاحب عابد بی اے	۴۱
" سعید احمد صاحب لون	۴۸
" فاروق احمد صاحب شاد	۴۶
" فاروق احمد صاحب پڈر	۴۳
" مبارک احمد صاحب شاہد	۴۹
" محمد امین صاحب پڈر	۴۱
" نور احمد صاحب ڈار	۳۹
" بشیر احمد صاحب شاکر	۳۵
" عبدالرشید صاحب ڈار	۴۹
" محمد یاسین صاحب ڈار	۳۷
" عبدالخالق صاحب بٹ	۵۶
" محمد عبداللہ صاحب ڈار فارسٹر	۴۲
" ماسٹر نذیر احمد صاحب لون	۴۵

مدراس

مکرمہ انفری بیگم صاحبہ قریشی	۳۳
مکرم ڈاکٹر بہران شاہ صاحب	۵۲
" عرفان احمد صاحب	۴۰
" مشتاق احمد صاحب	۳۶

کٹک

سید سعید احمد صاحب	۴۱
سید اعجاز عبداللہ صاحب	۵۱
سید طاہر احمد صاحب کلیم	۷۶
سید خالد احمد صاحب	۵۶
سید طارق احمد صاحب	۵۲
مکرمہ شمع راشدہ صاحبہ	۲۳
" امتہ الرفیق صاحبہ	۴۷

بھدرک

شیخ عبدالاحد صاحب	۴۰
" اقبال احمد صاحب	۳۵
نعیم احمد صاحب	۲۴
گل محمد شاہ صاحب	۳۵

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے جنم دن پر

سیموں (کشمیر) میں سکھوں کے جلسہ عام میں احمدی مبلغ کی تقریر

اور اسلامی لٹریچر کی پیشکش

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس بوسط نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان

سیموں کے سکھ حضرات نے مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلغ انچارج کشمیر سے درخواست کی کہ حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے جنم دن پر ۲۰ نومبر کو آپ خود تشریف لائیں یا اپنے مبلغ کو روانہ کریں جس پر مولوی صاحب موصوف نے خاکسار کی ڈیوٹی لگائی کہ اس سنہری موقعہ سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے سکھ مسلم اتحاد کے موضوع پر تقریر کی جائے۔

حسب پروگرام خاکسار کے ساتھ ہاری پاری گام کے خدام کا وفد جس میں مکرم محمد یوسف صاحب قائد خدام الاحمدیہ محمد مقبول صاحب سیکرٹری تبلیغ محمد جبار صاحب غلام نبی صاحب راتھر وغیرہ شامل تھے اجتماعی دعا جو مولوی امیر احمد صاحب درویش نے کروائی سیموں کے لئے روانہ ہوئے۔ احمدیہ وفد کے سیموں پہنچنے پر سکھ بھائیوں نے جن میں بڑے بڑے گیانی، ڈاکٹر، وکلاء اور سیاسی لیڈر موجود تھے خوش آمدید کہا۔ اور صدر مجلس ڈاکٹر موہن سنگھ صاحب پادامہ نے خاکسار کو تقریر کرنے کی دعوت دی۔ تشہد و تعوذ کے بعد خاکسار نے بتایا کہ حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات کا بغور مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو اسلامی تعلیم سے محبت تھی۔ اور آپ اس کو پسند کرتے ہوئے اس کی تبلیغ کرتے تھے جیسا کہ اسلام توحید کو پیش کرتے ہوئے یہ تعلیم دیتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی قابلِ پرستش نہیں ویسے ہی بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

ایکو سمرو نانکا جو جل تھل رہیا سمائے
دوجا کاہے سمریئے جو جمے تے مر جائے

قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔ بابا نانک نے بھی یہی تعلیم دی کہ کبیر کا سوامی ایسا ہے کہ جس کے مائی نہ باپو اے قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے فرمایا أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ۔ بابا نانک نے فرمایا ٹھاکر ہمارا سدا بلنتا۔ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے نماز پڑھنے کی بار بار تلقین فرمائی ہے۔ باباجی نے بھی فرمایا ہے پنج وقت نماز گزارے پڑھے کتیب قرآن۔ حضرت بابا نانک مکہ میں حج کرنے کے لئے بھی تشریف لے گئے ملاحظہ فرمائیں

(بابا پھر مکے گیا نیلے بستر دھاری والی
عصا ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلےٰ
بیٹھا جائے مسیت وچ جتھے حاجی حج گزاری
(واراں بھائی گورداس)

نیز بتایا گیا کہ بابا نانک کا یادگاری چولہ ڈیرہ بابا نانک میں آج تک موجود ہے۔ جس کی زیارت کیلئے ہر سال ہزاروں لوگ جاتے ہیں۔ اس چولہ صاحب پر قرآن مجید کی آیات لکھی ہوئی ہیں۔ باباجی اس کو پہن کر پھرا کرتے تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلامی تعلیم اور باباجی کی تعلیم ایک ہی ہے۔ آپ کے اکثر دوست مسلمان بزرگ تھے جیسے بابا فرید۔ بھائی مردانہ۔ ولی قندھاری وغیرہ آپ کے بعد جتنے بھی گورو آئے ہیں انہوں نے بھی مسلمان بزرگوں کی بہت عزت کی ہے۔ جیسا کہ دربار صاحب امرتسر سکھ مسلم اتحاد کی ایک عظیم الشان یادگار ہے جس کی بنیاد گورو ارجن دیوجی نے حضرت میاں میر جو مسلمان بزرگ تھے ان سے رکھوائی۔

اس تقریر پر سکھ بھائیوں نے نعرے لگاتے ہوئے خوشی کا اظہار کیا۔ آخر میں خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بیان کیا کہ بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پیشگوئی فرمائی تھی جو جنم ساکھی بھائی بالا میں درج ہے کہ ایک گرو تحصیل بٹالہ میں ہمارے گزرنے کے سو سال بعد آئے گا جس کے متعلق کئی نشانیاں ساکھیوں میں درج ہیں اور وہ پیشگوئی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے وجود پر صادق آتی ہے اور آپ نے بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک کتاب "ست بچن" تحریر فرمائی جس میں بابا نانک کو خدا کا بزرگ ثابت کیا ہے۔

(باقی ...)

حاتم خاں صاحب	۴۶
اسداللہ خاں صاحب	۳۶
مبارک احمد صاحب	۳۳
وسیم احمد صاحب	۴۲
مکرمہ قدسیہ سلطانہ صاحبہ	۳۶
" رضیہ سلطانہ صاحبہ	۶۳

مکرمہ صالحہ خاتون صاحبہ	۴۷
" طیبہ خاتون صاحبہ	۴۷
" نصرت جہاں بیگم صاحبہ	۳۷

چودوار

مکرم فضل الرحمٰن خاں صاحب	۵۰

قربانی اور تقویٰ

بقیہ اداریہ صہ (۲)

لَا یَنَالُ عَہْدِی الظّٰلِمِیْنَ

کہ بے شک آپ کی اولاد میں منصبِ امامت جاری و ساری رہے گا لیکن جب کوئی نسل اپنے فرائض کی ادائیگی میں جادۂ اعتدال کو چھوڑ دیتی ہے تو اُس کے آباء و اجداد کی قُربانیاں یا اُن کی بوبیتِ الٰہی آنے والی نسلوں کے کچھ کام نہیں آسکتی۔ ہر نسل کی اپنی نیکی اور تقویٰ ہی خدا کا محبُوب بنائے رکھنے میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لئے عید الاضحیہ کی قربانیاں ہوں یا فریضۂ حج میں ادا کئے گئے مناسک یہ سب کے سب انسان کی اپنی ذات تک محدود ہیں۔ ضروری ہے کہ انسان کی اگلی نسل بھی اسی کی طرح نیک اور خدا تعالےٰ کی راہ میں اپنا سب کچھ قُربان کرنے والی پیدا ہو۔ اپنے ساتھ اپنی آئندہ نسل کو بھی نیکی اور پارسائی پر قائم رکھنا اور اُس کی اِس طور سے تربیت کرنا کہ اس جہان سے گزر جانے کے بعد بھی اس کے نیک نام کو قائم و دائم رکھے ازحد ضروری ہے۔ وَ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ ؂

ساری جماعت کی نمائندگی

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

”کچھ ایسے دوست بھی ہیں جنہوں نے ایک مقدس فریضہ کی ادائیگی کے لئے دُنیا سے منہ موڑ لیا ہے۔ درویشانِ قادیان جو اپنے ذریعۂ معاش کے انتخاب میں آپ کی طرح آزاد نہیں۔ جن کا میدانِ عمل قادیان کی مختصر سی بستی تک محدود ہے۔ وہ وہاں صرف اپنی نہیں ساری جماعت کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ ہمارے دل اُن کے لئے محبّت و احترام کے جذبات سے مملو ہیں۔ ہم اُن کے احسان مند ہیں کہ انہوں نے ہم سب کی نمائندگی کرتے ہوئے اس فریضہ کی ادائیگی میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے اور دنیا سے مُنہ موڑ لیا ہے۔ دنیا باوجود اپنی وسعتوں کے اُن کے لئے محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ اُن کے ذرائعِ معاش محدود ہیں مگر ضروریاتِ انسانی ہم جیسی ہی ہیں۔

پس ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ شکر گزاری کے جذبات کے ساتھ ہم اُن کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر مقدم رکھیں۔“

ناظر بیت المال آمد قادیان

موصیان

موصیان اور عہدیداران سے ضروری گذارش

موصیان بعض دفعہ کاروبار۔ ملازمت وغیرہ کے سلسلہ میں اپنے شہر سے کسی دوسرے علاقہ میں چلے جاتے ہیں۔ اور وہاں سے بھی چندہ حصہ آمد بھجوا دیتے ہیں۔ انہیں خط و کتابت کرتے وقت اور چندہ حصہ آمد بھجواتے وقت اپنے نام کے ساتھ وصیت نمبر ضرور تحریر کرنا چاہیئے۔ تاکہ اُن کے کھاتے میں رقم درج کرنے میں سہولت ہو۔ اور غلطی سے کسی دوسرے کھاتہ میں چندہ جمع نہ ہو جائے۔ ویسے ہر موصی کو اور جملہ عہدیدارانِ جماعت کو چاہیئے کہ موصیان کے بارہ میں خط و کتابت کرتے ہوئے اور چندہ حصہ آمد بھجواتے وقت وصیت نمبر ناموں کے ساتھ ضرور تحریر کیا کریں۔ تاکہ دفترِ بہشتی مقبرہ کو کھاتوں میں رقوم درج کرنے اور موصیان کی بابت خط و کتابت میں سہولت رہے۔

امید ہے کہ موصی احباب اور عہدیدارانِ جماعت اس کا خیال رکھیں گے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

انگلستان کے طول و عرض میں کامیاب یوم تبلیغ

بقیہ صفحہ اوّل سے

برطانیہ کے دیگر علاقوں میں بھی احمدی جماعتوں نے یومِ تبلیغ پُورے اہتمام سے منایا۔

سکاٹ لینڈ میں

گلاسگو سے ہمارے مبلغ مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ نے لکھا ہے کہ سکاٹ لینڈ کے احمدی احباب نے اس دن کو تبلیغ کے کاموں میں صرف کیا۔ آرچرڈ صاحب کی قیادت میں ایک وفد نے گلاسگو میں کمیونٹی ریلیشن آفیسر سے ملاقات کی۔ شام کو ایڈنبرا میں تھیوسافیکل سوسائیٹی کے اجلاس میں شمولیت کی اور وقفہ سوالات اور اجلاس کے بعد حاضرین کو اسلام سے روشناس کرایا۔ لجنہ کی ممبرات نے مختلف گھروں میں جاکر لٹریچر تقسیم کیا۔

جلنگھم میں

جلنگھم میں احبابِ جماعت نے تین حلقوں میں کام کیا۔ چند احباب نے کتبات (PLACARD) اٹھا کر شہر کی مختلف سڑکوں کا چکر لگایا۔ جبکہ ان کے ساتھیوں نے لٹریچر تقسیم کیا۔ ہسپتالوں، گرجا گھروں اور لائبریریوں میں خاص طور پر لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ بعض کو لٹریچر ڈاک کے ذریعہ بھی ارسال کیا گیا۔ لیڈز میں احبابِ جماعت نے لٹریچر تقسیم کیا اور ایک احمدی دوست نے ایک انگریز پادری سے تفصیلی طور پر تبلیغی گفتگو کی۔ برمنگھم جماعت کے احباب نے شہر میں لٹریچر کثرت سے تقسیم کیا۔ شہر کے نواحی علاقوں میں جاکر بھی تبلیغ کی گئی۔ بعد دوپہر جماعت کا ماہوار اجلاس ہُوا جس میں دوستوں نے اپنی مساعی کی رپورٹ دی۔

بارکنگ جماعت

بارکنگ جماعت نے یومِ تبلیغ کا خاص اہتمام کیا۔ احبابِ جماعت کے تین گروپ بنائے گئے۔ تینوں وفود نے علاقہ میں مجموعی طور پر قریباً ۴۰۰ پمفلٹ اور اشتہار تقسیم کئے۔ شام کے وقت جماعت نے ایک تبلیغی جلسہ کا اہتمام کیا۔ علاقہ میں ایک موزوں ہال کرایہ پر لیا گیا۔ اور غیر از جماعت احباب کو شمولیت کی دعوت تحریری طور پر بھجوائی گئی۔ غیر از جماعت احباب کے علاوہ چند انگریز مہمانوں نے بھی اجلاس میں شرکت کی۔ خاکسار نے تعارفِ اسلام کے موضوع پر پون گھنٹہ تقریر کی جس کے آخر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور آپؑ کی صداقت کے دلائل کا تفصیل سے ذکر کیا۔ تقریر کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے بارہ میں حاضرین نے متعدد سوالات کئے جن کے جوابات دیئے گئے۔ یہ دلچسپ سلسلہ بہت دیر تک جاری رہا۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے بہت مفید اور کامیاب رہا۔

ساؤتھ آل میں

ساؤتھ آل میں جماعت نے یومِ تبلیغ کے سلسلہ میں نمایاں کام کیا۔ جماعت کے ۲۰ ملبیں افراد کو پانچ وفود میں تقسیم کیا گیا۔ ہر وفد کے ممبران نے جن میں بچے بھی شامل تھے، علاقہ کی سڑکوں اور گلیوں میں چکر لگا کر لٹریچر تقسیم کیا۔ ایک دن میں ۱۷۰۰ سے زیادہ اشتہارات اور کتب دلچسپی رکھنے والے لوگوں میں تقسیم کی گئیں۔ زبانی گفتگو کے ذریعہ بھی تبلیغ کی گئی۔

دیگر مقامات میں

[illegible]جماعتوں کے علاوہ پریسٹن اور ہیمنگٹن سپا کی جماعتوں میں بھی یومِ تبلیغ کے سلسلہ میں نمایاں کام ہُوا۔ لندن اور بیرونی جماعتوں کی ان مساعی کا اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے بہت مفید نتیجہ پیدا ہُوا۔ اس امر کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ یومِ تبلیغ کے بعد لندن مشن میں متعدد خطوط موصول ہوئے جن میں مزید معلومات مہیا کرنے کی درخواست تھی۔ اسی طرح بہت سے لوگوں نے ٹیلیفون پر سوالات دریافت کئے۔ اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ اسلام سے دلچسپی ظاہر کرنے والے ان سب لوگوں کو ضروری [illegible] مہیا کیا جاتا ہے۔ اور مشن آکر زبانی تبادلۂ خیالات کی دعوت دی جاتی ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہماری ان مساعی میں برکت دیتا چلا جائے۔ اور سعید روحوں کو حلقہ بگوشِ اسلام ہونے کی توفیق دے آمین ؂

افادیتِ ایمان

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جلسہ سالانہ ۱۹۳۷ء کے موقع پر فرمایا:-

”میں اخبار کے فائدہ کے لئے نہیں بلکہ آپ لوگوں کے ایمانوں اور آپ کے ہمسایوں کے ایمانوں کے فائدہ کے لئے کہہ رہا ہوں کہ آپ لوگ اخبار خریدیں۔“

مینیجر بدر قادیان

قادیان میں عید الاضحیہ کی مبارک تقریب

قادیان ۱۰ر صلح - حج ذوالحجہ کی دسویں تاریخ ہونے کے سبب مقامی طور پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مسنون طریق پر عید الاضحیہ پڑھائی اور لطیف خطبہ دیا۔ بعدہٗ قربانی کے قریباً ۱۵ جانور ذبح کئے گئے۔

نظارت دعوت و تبلیغ کے اعلان کے مطابق تمام مقامی احباب و خواتین پارک خواتین متصلہ بہشتی مقبرہ قادیان میں پونے ۹ بجے نماز عید الاضحیہ ادا کرنے کے لئے جمع ہوئے۔ سب سے پہلے محترم صاحبزادہ صاحب نے نماز عید کے دو نوافل مسنون طریق سے پڑھائے۔ اس کے بعد دس بجے خطبہ شروع فرمایا جس کے آغاز میں آپ نے بتایا کہ آج اسلامی تاریخ کے لحاظ سے عید الاضحیہ کا دن ہے۔ یہ دن ہر مسلمان کو اس عظیم قربانی کی یاد دلاتا ہے جبکہ اللہ تعالےٰ کے حکم کی بجا آوری میں ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک بڑی قربانی کا نمونہ دیا تھا۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ یہ قربانی صرف آج سے چار ہزار سال پہلے کے لوگوں کے لئے نہیں تھی بلکہ آج کے لوگوں کے لئے بھی تھی۔ اس قربانی کے تحت جو عظیم باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور عظیم بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور عظیم ماں حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی بے نظیر قربانیوں کا مجموعہ ہے۔ ان سب کی اجتماعی قربانی کے پیچھے جو بنیادی مقصد تھا وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت تھی۔ اسی عبادت کو بجالاکر وہ سب اللہ تعالیٰ کے قرب میں جگہ پا گئے۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے بتایا کہ ان تینوں بزرگان کی غیر معمولی قربانی کا نتیجہ بھی پھر غیر معمولی رنگ میں ظاہر ہوا۔ اس بے آباد جگہ پر آبادی ہوگئی۔ جہاں پانی کا قطرہ نہ تھا پانی پیدا کر دیا اور آج اس کثرت سے وہاں لوگ جاتے ہیں کہ اُن سب کے لئے غلہ اور پھلوں کا سامان اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق بڑی فراوانی سے ہوگیا کہ لاکھوں لاکھ نفوس کے اجتماع کے لئے انتظامات میں کبھی دقت پیش نہیں آئی۔ بظاہر حالات حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ پہلا اقدام اپنی نسل کو ختم کرنے والا تھا۔ چونکہ ان کا یہ عمل خدا کے حکم اور اشارہ سے ہوا تھا۔ خدا تعالےٰ نے نہ صرف آپؑ کی اُس نسل کو ہی قائم رکھا بلکہ آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی سامان کر دیئے۔

خطبہ جاری رکھتے ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب نے بتایا کہ حج کے لئے بہت سی شرائط ہیں جن میں امن کا ہونا بھی ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے اس وقت امن کی صورت نہ تھی اور آپ کی شدید مخالفت تھی اس لئے حضورؑ حج کے لئے تشریف نہ لے جاسکے، اس کے باوجود حضورؑ کے دل میں ان مقدس مقامات میں پہنچنے کی جو تڑپ تھی جو جذبہ تھا وہ باوجود بڑے ضبط کے کسی نہ کسی وقت نمایاں ہو جاتا تھا۔ موجودہ وقت میں بعض افراد کو ان مقاماتِ مقدسہ کی راہ میں حائل روکوں کا ذکر کرکے محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ یہ عارضی روکیں ہیں ایک مخلص مسلمان کو ان مقاماتِ مقدسہ کے تئیں اپنے خلوص اور نیک جذبہ کو قائم و دائم رکھنا چاہیئے۔ آخر میں آپ نے درویشانِ کرام کو تلقین فرمائی کہ ہم میں سے بڑی عمر کے افراد کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سی قربانی اور چھوٹی عمر کے افراد کو حضرت اسمٰعیلؑ کی سی قربانی اور جماعت کی خواتین کو حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے رنگ کی قربانیاں پیش کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہنا چاہیئے۔

دوسرے خطبہ میں آپ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا احباب جماعت کو محبت بھرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پہنچایا اور ایک لمبی پُرسوز دعا کرائی بعدہٗ محترم صاحبزادہ صاحب اور حضرت امیر صاحب مقامی نے سب احباب کو مصافحہ اور معانقہ کا شرف بخشا اور تمام احباب بھی ایک دوسرے سے بغلگیر ہوکر عید مبارک کا تحفہ پیش کیا۔

عید کی قربانیاں

نماز عید سے فارغ ہونے کے بعد مقامی مستطیع احباب نے اپنے طور پر اور بیرونجات سے آئی ہوئی قربانیاں حضرت امیر صاحب مقامی کے زیر حکم لوکل انجمن احمدیہ کے کارکنان نے ذبح کرائیں۔ اور ان کا گوشت تمام احباب میں تقسیم کیا گیا۔ خدا تعالیٰ قربانی کی رقوم ارسال کرنے والوں کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ اور اُن کے اموال و نفوس میں برکت دے آمین ؂

نصرت جہاں ریزرو فنڈ کی بابرکت تحریک

جن مخلصین نے نصرت جہاں ریزرو فنڈ کی بابرکت تحریک میں اپنے مخلصانہ وعدہ جات فرمائے تھے اُن میں سے بعض احباب کی طرف سے اس مد میں کوئی رقم تاحال موصول نہیں ہوئی اور بعض احباب کی طرف سے اپنے وعدہ کے بالمقابل وصولی بہت ہی کم ہوئی ہے۔ اس صورت میں ایسے احباب کے لئے میعادِ مقررہ تک جو اکتوبر ۱۹۷۳ء میں ختم ہو جائے گی اپنے وعدہ کی کل رقم ادا کرنی مشکل ہو جائے گی۔

ایسے مخلصین بھی ہیں جنہوں نے اپنے پیارے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے یا تو کُل رقم یکمشت ادا کر دی یا پھر تھوڑی مدت بعد میں۔ اکثر جماعتوں کے سیکرٹریان مال کی خدمت میں بھی وعدہ کنندگان کا حساب بھجوایا جا چکا ہے۔ اس لئے احباب کوشش فرمائیں کہ ابھی سے ماہوار اقساط کی صورت میں ادائیگی شروع کر دی جائے تاکہ میعادِ مقررہ تک اپنے وعدہ کی کل رقم آسانی سے ادا کرسکیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو اور ہمیشہ حافظ و ناصر رہے آمین۔

درویشی فنڈ

جن مخلصین نے "درویشی فنڈ" میں وعدے کر رکھے ہیں، اُن سے درخواست ہے کہ جلد ادائیگی کرکے ممنون فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو آمین ؂

ناظر بیت المال آمد قادیان

سیموں (کشمیر) میں احمدی مبلغ کی تقریر — بقیہ صفحہ (۱۰)

بقیہ صفحہ (۱۰)

تقریر کے ختم کرنے کے بعد خاکسار نے جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع شدہ کتاب "بابا نانکؒ کا فلسفہ توحید" صدر مجلس کی خدمت میں پیش کی اور اسلامی لٹریچر بھی دیا جو انہوں نے بڑے ادب و احترام سے قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت احمدیہ نے بابا نانک کا فلسفہ توحید شائع کروا کے سکھوں پر ایک احسانِ عظیم کیا ہے۔ جس کا بدلہ ہم کسی بھی صورت میں ادا نہیں کر سکتے۔ نیز کہا کہ آج کل اتحاد کے موضوع پر تقریروں کی بے حد ضرورت ہے۔ اور ہم جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں جس نے آپ کو ہمارے اس جلسہ میں شرکت کرنے کا حکم دیا اور آپ نے بابا نانک جی کی تعلیم ہمیں بتائی۔ امید ہے کہ آئندہ بھی جماعتِ احمدیہ ہمارے جلسوں میں احمدی مبلغین روانہ کرکے شکریہ کا موقعہ دیگی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تقریر کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے آمین ؂

دُعائے مغفرت

میرے والد محترم عابد حسین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کرنول قریباً چھ ماہ کی علالت کے بعد ۲ر جنوری ۱۹۷۳ء کو اپنے مولائے حقیقی سے جاملے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم جماعت کے ہر کام میں پیش پیش رہتے اور بہت سارے اوصافِ حمیدہ کے مالک تھے۔ احبابِ جماعت اُن کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا فرمائیں نیز جملہ پسماندگان کو اللہ تعالیٰ صبر جمیل کی توفیق دے اور سب کا ہر طرح حافظ و ناصر رہے آمین ؂

خاکسار: کنیز فاطمہ اہلیہ عبد الحفیظ صاحب قریشی کرنول

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن ۵۸/۱ فیرس لین کلکتہ ۱۲

کروم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں :-

Azad TRADING CORPORATION,
58/1 PHEARS LANE CALCUTTA — 12.

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پُرزہ جات آپ کو ہماری دُکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پُرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرمالیں

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

فون نمبرز 23-1652, 23—5222　تار کا پتہ "AUTOCENTRE"